اثباتِ عزاداری

مُصنّف:

عالیجناب سیّد سبط الحسن صاحب

فاضل ہنسوی

25

سبیلِ سکینہؑ

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸ - C1

اثباتِ عزاداری

مصنّفہ

عالیجناب سیّد سبط الحسن صاحب

فاضلِ ہنسوی

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰

فون ۲۴۳۱۵۷۷

عرضِ ناشر

عزاداری کے مخالفین اپنے اپنے حلقوں میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ عزاداری سیّد الشہدا کے مراسم خلاف مذہب ہیں۔

اس لئے اکثر مقامات پر عزاداری کے زمانہ میں فرقہ وارانہ جھگڑے بھی پیش آتے ہیں۔

ضرورت تھی ایک ایسے رسالہ کی جس میں بالکل غیر جانبدارانہ طور پر صرف علمائے اہلسنت کے ہدایات متعلق عزاداری پیش کر دئے جائیں جن سے معلوم ہو کہ عزاداری کے مسئلہ میں اہلسنت کو اختلاف نہیں ہے

فاضل ہنسوی نے اپنے اس رسالہ میں اس فرض کو اچھی طرح انجام دیا ہے۔ اُمید ہے کہ تمام افراد اس رسالہ کو سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے۔

والسّلام

اکبر ابن حسن

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشورائے محرم کو خوشی منانے کے متعلق تمام روایتیں موضوع ہیں۔ سوائے یوم غم ہونے کے اُس دن کی اور کوئی فضیلت نہیں ہے، دشمنان اہلبیت نے اُسکو یوم سرور بنایا ہے

موجودہ زمانہ کے مصر کے زبردست محقق علامہ شبلی جلال الحسینی الحنفی اپنی مشہور تصنیف "الحسین" جلد دوم کے صفحہ ۱۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں (یہ کتاب ۱۳۸۹ھ میں مکتبۃ السلفیہ قاہرہ سے شائع ہوئی ہے)۔

الف: قال ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۴۸ وکذالک بدعۃ السرور والفرح وروی من احد انہا انہ من وسع علی اہلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنتہ قال احمد بن حنبل ہذا الحدیث لا اصل لہ ولم یستحب

علامہ ابن تیمیہ منہاج السنہ جلد ۲ ص ۲۴۸ میں فرماتے ہیں ایسے ہی عاشور محرم کو خوشی اور سرور کرنے کی بدعت ہے اور یہ حدیث کہ "جو شخص عاشور کے دن اپنے اہل و عیال پر فراخی کریگا اللہ اسپر تمام سال فراخی رکھیگا" اسکے بارے میں امام احمد بن حنبل کا ارشاد ہے کہ اسکی اصل نہیں

احد من الائمة الاربعة لا هذا ولا هذا وبدعة التوسعة على العيال واتخاذ اطعمة غير معتادة اصلها من المتعصبين بالباطل على الحسين وتلك بدعة اصلها من المتعصبين بالباطل۔

کی کوئی اصل نہیں ہے (یعنی جعلی ہے) اور چاروں اماموں میں سے (یعنی ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد حنبل) کسی ایک نے بھی ایسی ویسی باتوں میں سے کوئی امر کرنا مستحب باعث ثواب نہیں کہا ہے غرضکہ اپنے عیال پر فراخی کرنا اور روزمرہ کے خلاف مخصوص اسدن کیلئے وغیرہ کھانے پکوانا یہ سب باتیں ان لوگوں کی ایجاد ہیں جو امام حسینؑ کے خلاف تعصب رکھتے ہیں یعنی دشمنان حسینؑ ہیں

(ب) اما حديث التوسعة ولفظه من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه في سنته كلها قاله تفرد به الهيثم بن شداخ ضعيف باتفاق۔ وقال ابن رجب لا يصح اسناده واورده ابن الجوزي في الموضوع وبعضهم حسنه

لیکن حدیث توسع جس کے الفاظ یہ ہیں "جو روز عاشورہ محرم اپنے عیال پر فراخی کریگا خدا اس پر تمام سال فراخی کرے گا" یہ حدیث صرف ہیثم بن شداخ سے مروی ہے جو تمام لوگوں کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہیں۔ ابن رجب کہتے ہیں کہ اسکی روایت کی سند صحیح نہیں ہے اور

اما غير ذلك مما اشتهر فعله
في يوم عاشوراء كالاكتحال
والتزين باللباس وزيارة
العلماء والاخوان وشبه ذلك
من الامور الحسنة فلم يصح
منها شيء بل هي من وضع
قتلة الحسين اتخذوه
عيدا۔

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے
موضوعات میں شمار کیا ہے بعض نے
حسن بھی کہا ہے ہے۔ اسکے علاوہ اور
افعال بھی جن کا کرنا سنت و ثواب کا
سبب قرار دیا گیا ہے مثلاً عاشورہ کے
دن سرمہ لگانا، عمدہ کپڑے پہننا، عالموں
اور برادری والوں کی ملاقات کیلئے
(مثل عید کے دن کے) جانا، یہ شکل سکے
اور امور حسنہ تو ان سب امور کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ قاتلان
حسین کی ایجاد کی ہوئی باتیں ہیں جنہوں نے عاشورہ محرم (جو یوم غم ہے)
کو عید کا دن قرار دیا ہے۔

پھر ص ۱۶۲ پر یوں تحریر کرتے ہیں۔

(ج) وقال الغزالي في مكاشفة
القلوب ص ۲۷۵ روى البيهقي
في شعب الايمان من وسع على
عياله واهله يوم عاشوراء
وسع الله عليه في سائر سنته

امام غزالی مکاشفۃ القلوب کے ص ۲۷۵
پر تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث توسع کو
بیہقی نے شعب الایمان میں روایت
کیا ہے اور اس حدیث کو کہ ایک درہم
عاشورہ کو خیرات میں دینا برابر ہے سو

وفی روایة منکرة الطبرانی الصدقة فیه بدرهم بسبعمائة الف درهم اما حدیث من اکتحل یومه لم یرمد ذلك العام ومن اغتسل فیه لم یمرض فموضوع وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومه بدعة وقال ابن القیم حدیث الاکتحال وطبخ الحبوب والادهان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین.

درہم صدقہ کرنے کے "طبرانی نے نقل کیا ہے جو قابل اعتراض ہے لیکن اور یہ حدیثیں کہ جو شخص عاشورہ کو سرمہ لگائے سال بھر تک اسکی آنکھ آشوب نکریگی یا جو شخص اسدن غسل کرے بیمار نہ ہوگا۔ یہ سب موضوع ہیں۔ امام حاکم نے تو اسکی تصریح کی ہے کہ عاشورہ کے دن سرمہ لگانا بدعت ہے اور علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ سرمہ لگانے، اور لذیذ اور عمدہ کھانے پکانے اور تیل اور عطر لگانے والی حدیثیں جو خاص کر عاشورہ محرم کے دن کے لئے روایت کی جاتی ہیں سب جھوٹوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

(صفحہ ۵۵ برب)

وذکر المقریزی فی الخطط ج ۲ ص ۳۹ طبع بولاق قال یوم عاشوراء کان الخلفاء الفاطمیون یتخذونه یوم حزن تتعطل فیه

علامہ مقریزی خطط جلد ۲ صفحہ ۳۹ طبع بولاق مصر میں تحریر فرما تے ہیں مصر کے خلفاء فاطمیین عاشورہ محرم کو غم منا تے تھے اسدن بازار بند

الاسواق ويعمل فيه السماط العظيم المسمى سماط الحزن فلما زالت الدولة اتخذ الملوك من بني ايوب يوم عاشوراء يوم سرور يوسعون فيه على عيالهم ويبسطون في المطاعم ويصنعون الحلاوات ويتخذون الاواني الجديدة ويكتحلون ويدخلون الحمام جريا على عادة اهل الشام التي سنها لهم الحجاج في ايام عبد الملك بن مروان ليرغموا انآف شيعة علي بن ابي طالب كرم الله وجهه الذين يتخذون يوم عاشوراء يوم عزاء وحزن على الحسين بن علي لانه قتل فيه وقد ادركنا بقايا مما عمله بنو ايوب من اتخاذ يوم عاشوراء يوم سرور وتبسط

کر دیے جاتے تھے اور دسترخوان بچھائی جاتی تھی لیکن خلفا بنی فاطمہ کا زوال ہوا تو سلاطین بنی ایوب نے عاشور محرم کو خوشی کا دن قرار دیا۔ اہل و عیال پر فراخی کی جاتی تھی لذیذ اور عمدہ قسم کے کھانے اور حلوے بنتے تھے۔ دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس میں قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزیں ہوتی تھیں۔ نئے برتن خریدے جاتے تھے یعنی میلا و بازار لگتا تھا جسمیں خرید و فروخت ہوتی تھی) سرمہ لگاتے تھے حمام میں جاتے تھے یہ سب باتیں مثل شامیوں کے کیجاتی تھیں جنہیں عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے یہ رسمیں صرف اسلئے جاری کی تھیں تاکہ دسویں محرم کو خوشی کر کے حضرت علی کے شیعوں کو تکلیف پہونچائیں

وارى ان عادة بنى ايوب في التوسع والسرور يوم عاشوراء انما هى عادة من قبلهم كانوا بالشام كسائر اهلها فاستمروا عليها بمصر لما زالت دولة الفاطميين على يد صلاح الدين يوسف بن ايوب بقيت عادة بنى ايوب و نبتها كونها مناقضة لعادة الفاطميين۔

کیونکہ شیعیان علی اس دن غم و حزن کا اظہار کرتے تھے انہی شامیوں کی پیروی بنی ایوب نے بھی کی کہ وہ اس دن خوشی مناتے تھے اور یہ خیال اسی عید منانے کی رسم بنی ایوب میں اسی زمانہ سے تھی جبکہ لوگ شام میں تھے تو دیگر شامیوں کی طرح یہ برابر خوشی کرتے تھے مصر میں آنے کے بعد بھی یہی عادت جاری رکھی چنانچہ جب سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھوں بنی فاطمہ کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہ لوگ مثل ملک شام کے مصر میں عید عاشور منانے لگے اور ان لوگوں کا یہ فعل فاطمیین کی رسم عزاداری کے بالکل خلاف تھا۔

(۲)

علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر الہیتمی المکی جو اپنے زمانہ کے "شیخ الفقہاء والمحدثین" ہونے کے علاوہ مکہ معظمہ کے مفتی تھے صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۹ و صفحہ ۱۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں (مطبوعہ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۲۴ھ)

وایاه ثم ایاه ان یشتغل

اور اپنے کو بچائے پھر بچائے

ـــ يبدع الناصبة المتعصبين
على اهل البيت و الجهال المتقابلين
للفاسد بالفاسد البدعة
بالبدعة والشر بالشر من اظهار
غاية الفرح و السرور واتخاذه
عيدا واظهار الزينة فيه
كالخضاب والاكتحال ولبس جديد
الثياب و توسيع النفقات و طبخ
الاطعمة والحبوب الخارجة عن
العادات واعتقادهم ان ذلك
من السنة والمعتاد و السنة
ترك ذلك كله فانه لم يرو في ذلك
شيئ يعتمد عليه ولا اثر يرجع
اليه وقد سئل بعض ائمة الحديث
والفقه عن الكحل و الغسل و الحناء
وطبخ الحبوب و لبس الجديد اظهار
السرور يوم عاشوراء فقال المريد

ـــ ایسا نہ ہو کہ ناصبیوں کے
بدعات جو اہل بیت رسول کے خلاف تعصب
رکھتے ہیں کرنے لگے یا جاہلوں کے
بدعات جو فاسد کو فاسد سے اور
بدعت کو بدعت سے اور بدی کو بدی
سے بدلتے ہیں یعنی غایت درجہ کی
فرح اور سرور کو ظاہر کرنا اور عاشورہ
کے دن عید منانا اور آرائش و زینت
کرنا جیسے خضاب کرنا اور سرمہ لگانا
اور نئی پوشاک بدلنا اور خرچ میں فراخی
کرنا اور کھانے دانے معمول سے زیادہ
پکانا اور اعتقاد رکھنا کہ یہ امور مسنون و
معتاد ہیں یعنی سنت ہیں غلط ہے بلکہ
تمام امور کا ترک سنت ہے کیونکہ اس
بارے میں قابل اعتبار کوئی روایت
نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی حدیث ہے
جس کی طرف رجوع کی جائے

فيه حديث صحيح عنه صلى الله
عليه وسلم ولا عن احد من اصحابه
ولا استحبه احد من ائمة المسلمين
لا الاربعة ولا من غيرهم ولم يرو
في الكتب المعتمدة في ذلك صحيح ولا
ضعيف وما قيل ان من اكتحل
يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام
ومن اغتسل لم يمرض كذلك و
من وسع على عياله فيه وسع الله
عليه سائر سنته وامثال ذلك
مثل فضل الصلوٰة فيه وانه
كان فيه توبة ادم واستواء
السفينة على الجودي وانجاء
ابراهيم من النار وفداء الذبيح
بالكبش ورد يوسف على يعقوب
عليهما السلام فكل ذلك موضوع
الا حديث التوسعة على

حدیث اور فقہ کے بعض اماموں سے
سوال کیا گیا کہ سرمہ لگانے اور مہندی
لگانے اور کھانا پکانے اور کپڑے بدلنے
اور خوشی ظاہر کرنے کا عاشورہ کے دن میں
کیا حکم ہے انہوں نے جواب دیا اس
بارے میں رسول اللہ صلعم سے کوئی حدیث صحیح
مروی نہیں ہے اور نہ اُن کے کسی
صحابی اور نہ مسلمانوں کے چاروں
اماموں یعنی ابوحنیفہ۔ مالک۔ شافعی
احمد بن حنبل میں سے کسی نے اسکو
مستحب سمجھا اور نہ کسی اور نے اور نہ معتمد
و معتبر کتابوں میں اس بارے میں
کوئی روایت صحیح ہے نہ ضعیف اور جو
کہتے ہیں کہ جس نے عاشورہ کے دن
سرمہ لگایا تو اس سال میں آنکھیں نہ
دکھیں گی اور جو کوئی نہایا سال بھر
بیمار نہ ہوگا اور جس نے اپنے عیال پر

العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ
فصار ہؤلاء لجہلہم یتخذونہ
موسمًا۔ وقد صرح الحاکم بان
الاکتحال یومہ بدعۃ مع روایتہ
خبر ان من اکتحل بالاثمد یوم
عاشوراء لم ترمد عینہ ابدًا
لکنہ قال انہ منکر ومن ثم
اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات
من طریق الحاکم قال بعض الحفاظ
من غیر ذلک الطریق ونقل
المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر
الاحادیث فی فضلہ غیر الصوم
کفضل الصلوۃ والانفاق والخضاب
والادہان والاکتحال وطبخ
الحبوب وغیر ذلک کلہ
موضوع ومفتری وبذلک
صرح ابن القیم ایضا فقال

فراخی کی تو اسے تمام سال خیر و فراخی
رکھے گا اور اسی قسم کی اور دوسری
روایتیں جیسے اسکی نماز کی فضیلت
اور یہ کہ آدم کی توبہ قبول ہوئی اور نوح
کی کشتی جودی پر جا ٹھہری اور ابراہیم
کو آگ سے نجات ملی اور دنبہ ذبح اسمٰعیل
کا فدیہ ہوا اور یوسف یعقوب کے
پاس آئے۔ یہ سب حدیثیں موضوع
(گھڑی ہوئی) ہیں بجز توسعہ علی العیال
کے لیکن اسکے سند میں ایسا شخص ہے جس کے
حق میں کلام ہے (اسلئے یہ حدیث بھی
قابل اعتبار نہیں) سوائے اسکے کہ اس
گروہ (یعنی وہ لوگ جو دسویں محرم کو
بجائے غم و الم کے خوشی ظاہر کرتے ہیں)
نے اپنی جہالت سے اسکو (عشرہ محرم کو)
سرور و خوشی کا موسم بنالیا ہے۔
اور امام حاکم نے تو صاف بیان کیا ہے

حدیث الاکتحال والادھان والتطیّب یوم عاشوراء من وضع الکذابین۔

کہ عاشورہ کو سُرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ انھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے روزِ عاشورہ سرمہ اثمد لگایا تو اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی" لیکن اسکے بارے میں کہدیا ہے کہ یہ حدیث منکر (خراب ہے اور اعتبار کرنے کے قابل نہیں) ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن جوزی اس حدیث کو حاکم کے طریق سے موضوعات (گڑھی ہوئی حدیثوں) میں لائے ہیں۔ اور بعض حفاظ حدیث نے اور طریقے سے بھی کہا ہے۔ اور مجدالدین لغوی (صاحب قاموس) امام حاکم سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ کے سوا عاشورہ کی فضیلت کی ساری حدیثیں جیسے نماز کی اور خرچ کی اور خضاب کی اور تیل لگانے کی اور سرمہ لگانے کی اور کھانا پکانے کی اور اسکے سوا تمام حدیثیں موضوع اور گڑھی ہوئی ہیں۔ اور علامہ ابن قیم نے صراحت کیا ہے کہا ہے کہ سرمہ لگانے کی حدیث اور تیل او خوشبو لگانے کی عاشورہ کو جھوٹے لوگوں نے گڑھی ہے۔

(۳) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت من السنۃ کے صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مطبوعہ قیومی پریس کانپور ۱۹۲۳ء

(الف) وفی المقاصد الحسنۃ اور علامہ شیخ محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ

للشیخ محمد السخاوی حدیث من
اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد
عینه ابدا رواه الحاکم والبیهقی
فی الثالث والعشرین فی الشعب
والدیلمی من حدیث جبیر عن ضحاک
عن ابن عباس مرفوعا وقال
الحاکم انه منکر بل موضوع اورده
ابن الجوزی فی الموضوعات من
هذا الوجه ومن حدیث ابی هریرة
بسند فیه احمد بن منصور الشونیزی
فکان انه ادخل علیه وحدیث من وسع علی
عیاله فی یوم عاشوراء وسع
الله علیه السنة کلها رواه الطبرانی
والبیهقی فی شعب الایمان وفضائل
الاوقات عن ابی سعید والثانی
فقط فی الشعب عن جابر و
ابی هریرة وقال ان اسانیده

میں لکھا ہے کہ یہ حدیث کہ جس نے
عاشورہ کے دن اثمد کا سرمہ لگایا
تو اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی، اسکو
امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان کے
تیئسویں باب میں روایت کیا ہے
اور دیلمی نے جبیر کی حدیث سے انھوں نے
ضحاک سے انھوں نے ابن عباس سے
مرفوعاً روایت کی ہے اور امام حاکم
کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر بلکہ موضوع
(من گھڑت) ہے۔ ابن جوزی نے
اسی وجہ سے اسکو موضوعات میں لکھا
اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بسند ضعیف
کہ جس میں احمد بن منصور شونیزی ہے۔
اور جو قابل اعتراض ہے
یہ حدیث کہ جس نے اپنے عیال پر عاشورہ
کے دن فراخی کی اللہ پر تمام سال
فراخی رکھے گا۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے

كلّها ضعيفة۔

شعب الایمان اور فضائل الاوقات
میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ
الشیخ نے ابن مسعودؓ سے اور دونوں پہلے بزرگوں نے ابو سعید سے اور حضرت
دوسرے بزرگ نے شعب الایمان میں جابر اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے
کہ اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں۔

اور اسی کتاب کے صفحات ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ پر ہے

(ب) وفی تنزیه الشریعة
فی الاحادیث الموضوعة
للشیخ الامام الحافظ العلامة
عالم المدینة النبویة فی زمانه
الشیخ علی بن محمد بن العراقی
حدیث من صام تسعة ایام
من اول المحرم بنی الله له قبّة فی
الهواء میلاً فی میل لها اربعة
ابواب رواه ابو نعیم عن انس و
فیه موسی الطویل وهو آفة
وحدیث من صام یوم عاشوراء

اور شیخ علی بن محمد بن العراقی جو
اپنے زمانہ کے مدینہ شریف میں امام
حافظ حدیث علامہ تھے۔ اپنی کتاب
تنزیه الشریعة، فی الاحادیث الموضوعة
میں لکھتے ہیں یہ حدیث کہ جس نے اوائل
محرم میں نو دن روزے رکھے تو اسکے
واسطے اللہ ہوا میں ایک قبہ ساحت
میل در میل بناوے گا اوس کے
چار دروازے ہوں گے۔ اسکو حافظ
ابو نعیم نے انس سے روایت کی ہے
اور اسکے راویوں میں موسی الطویل ہے

كتب الله له عبادة ستين سنة
بصيامها وقيامها ومن صام
يوم عاشوراء اعطى ثواب عشرة
آلاف ملك ومن صام يوم
عاشوراء اعطى ثواب الف حاج
ومعتمر ومن صام يوم عاشوراء اعطى
ثواب عشرة آلاف شهيد ومن صام
يوم عاشوراء كتب الله له اجر
سبع سموات ومن اشبع جائعا
في يوم عاشوراء فكانما اطعم
جميع فقراء امة محمد صلى الله عليه وسلم واشبع
بطونهم ومن مسح على راس يتيم
رفعت له بكل شعرة على راسه درجة
في الجنة خلق الله السموات يوم
عاشوراء والارض كمثله وخلق
القلم يوم عاشوراء واللوح كمثله
وخلق جبرئيل يوم عاشوراء

اور یہ اس حدیث کے لئے ایک
بلائے بے درماں ہے اور یہ حدیث کہ
جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا
تو اسکے واسطے اللہ ساٹھ برس کی
عبادت صوم وصلوٰۃ کیساتھ لکھے گا۔
اور جس نے یوم عاشورا روزہ رکھا تو اس کو
دس ہزار فرشتوں کا ثواب ملیگا اور جس نے
یوم عاشورا روزہ رکھا تو اسکو ہزار
حاجیوں کا اور عمرہ بجا لانے والوں کا
ثواب ملے گا اور جس نے عاشورا کے
دن روزہ رکھا اس کو دس ہزار (۱۰۰۰۰)
شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور جس نے
عاشورہ کے دن روزہ رکھا اس کے
واسطے اللہ ساتوں آسمان کا ثواب
لکھدے گا۔ اور جس نے عاشورہ کے
دن بھوکے کا پیٹ بھر دیا تو گویا اس نے
امت محمدی کے تمام فقرا کو کھانا کھلایا

وللملئكة يوم عاشوراء وخلق
آدم يوم عاشوراء وولد ابراهيم
يوم عاشوراء ونجاه الله من النار
يوم عاشوراء وفدى اسمعيل
يوم عاشوراء وغرق فرعون
يوم عاشوراء ورفع ادريس
يوم عاشوراء وتاب الله على آدم
يوم عاشوراء وغفر ذنب داؤد
يوم عاشوراء واستوى الرب
على العرش يوم عاشوراء و
تقوم القيامة يوم عاشوراء
موضوع ذكره ابن الجوزي و
فيه حبيب بن ابي حبيب وهو
آفة حديث ان الله فرض على
بني اسرائيل صوم يوم في السنة
وهو يوم عاشوراء وهو اليوم
العاشر من المحرم فصوموا

اور سیر کر دیا اور جس نے یتیم کے سر پر
ہاتھ پھیرا تو اسکے ہر بال کے بدلے
جو اسکے سر پر ہیں جنت میں بلند درجہ
ملے گا۔ اللہ نے عاشورہ کے دن
آسمان پیدا کئے اور ویسے ہی زمین
پیدا کی اور عاشورہ کے دن قلم پیدا
کیا اور ایسے ہی لوح کو اور عاشورہ
کے دن جبرئیل کو پیدا کیا اور عاشورہ
کے دن فرشتوں کو پیدا کیا اور عاشورہ کے
دن آدم کو پیدا کیا اور ابراہیم عاشورہ کے
دن پیدا ہوئے اور اللہ نے عاشورہ کے
دن ان کو آگ سے بچایا اور عاشورہ کے
دن اسمٰعیل کا فدیہ آیا اور عاشورہ کے
دن فرعون کو ڈبویا اور عاشورہ کے
دن ادریس کو اٹھایا اور عاشورہ کے
دن آدم کی توبہ قبول ہوئی اور عاشورہ
کے دن رب عرش پر مستوی ہوا اور

ووسعوا على اهليكم فيه فان
من وسع على هله من عاله يوم
عاشوراء وسع الله عليه سائر
سنته فصوموه فانه اليوم الذي
تاب الله فيه على آدم وهو اليوم
الذي رفع الله فيه ادريس مكانا
عليا وهو اليوم الذي نجى الله
فيه ابراهيم من النار وهو اليوم
الذي انزل الله فيه التوراة على
موسى وفيه فدى الله اسمعيل
من الذبح وهو اليوم الذي اخرج
الله يوسف من السجن وهو اليوم الذي
رد الله على يعقوب بصره وهو اليوم
الذي كشف الله فيه عن ايوب
البلاء وهو اليوم الذي اخرج الله
فيه يونس من بطن الحوت وهو
اليوم الذي فلق الله فيه البحر

عاشورہ کے دن قیامت قائم ہوگی
یہ سب کی سب باتیں موضوع اور گڑھی
ہوئی جھوٹوں اور افترا پردازوں کی
ہیں اسکو علامہ ابن الجوزی نے بروایت
ابن عباس ذکر کیا ہے اور اس میں
دسلسلہ روایت میں حبیب بن ابی
حبیب داخل ہے اور یہ اس
حدیث کی بڑی مصیبت
ہے ۔ اور یہ حدیث کہ اللہ نے
بنی اسرائیل پر تمام سال میں ایک دن
کا روزہ فرض کیا ہے اور وہ عاشورہ
کا دن ہے جو محرم کی دسویں تاریخ
ہے پس تم اس دن روزہ رکھا کرو
کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ اس نے اس دن
ادریس کو بلند مرتبہ دیا اور وہ ایسا دن ہے
کہ اس روز اللہ نے نوح کو کشتی سے اتارا
اور وہ ایسا دن ہے کہ اس روز اللہ نے

لبنی اسرائیل وهو الیوم الذی غفر الله
فیه لمحمد ذنبه ما تقدم وما تأخر
وفی هذا الیوم عبر موسی البحر
فی هذا الیوم انزل الله التوبة
علی قوم یونس فمن صام هذا الیوم
کان کفارة سنة واول یوم
خلق الله من الدنیا یوم عاشوراء
واول یوم نزل المطر من السماء
یوم عاشوراء فمن صام یوم عاشوراء
فکانما صام الدهر وهو صوم الانبیاء
ومن احیی لیلة عاشوراء فکانما
عبد الله مثل عبادة اهل السموات السبع
ومن صلی اربع رکعات یقرء فی کل
رکعة الحمد لله مرة وخمسین مرة
قل هو الله احد غفر الله ذنوب
خمسین عام ماضیة وخمسین
عاما مستقبلة وبخل لله

توریت موسی پر نازل کی اور اسی دن
اللہ نے اسمعیل کے ذبح کا فدیہ کیا
اور وہ ایسا دن ہے کہ اللہ نے یوسف
کو قید خانہ سے نکالا اور وہ ایسا دن ہے
کہ اللہ نے یعقوب کو آنکھیں پھیر دیں
اور وہ ایسا دن ہے کہ اس دن اللہ
نے ایوب سے بلا رفع کی اور وہ ایسا دن ہے
کہ اس دن اللہ نے یونس کو مچھلی کے
پیٹ سے نکالا اور وہ ایسا دن ہے
کہ اللہ نے اسدن بنی اسرائیل کیواسطے
دریا پھاڑ دیا اور وہ ایسا دن ہے کہ
اس دن اللہ نے محمد صلعم کے اگلے اور
پچھلے گناہ بخشدئے اور اسی دن موسی
دریا سے اوتر گئے اور اسی دن اللہ نے
یونس کی قوم کی توبہ قبول کی پس اس
روز جس نے روزہ رکھا تو چالیس برس
کا کفارہ ہو گیا ۔ اور پہلا دن

فی الملأ الاعلی الف منبر
من نور ومن سقی شربة ماء
فکانما لم یعص الله طرفة عین
ومن اشبع اهل بیت مساکین
یوم عاشوراء مر علی الصراط
کالبرق الخاطف ومن تصدق
بصدقة فکانما لم یرد سائلا
قط ومن اغتسل یوم عاشوراء
لم یمرض الا مرض الموت ومن
اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عینا
السنة کلها ومن امر یده علی
راس یتیم فکانما بر ایتامی ولد
ادم کلهم ومن عاد مریضا یوم
عاشوراء فکانما عاد مرضی
ولد ادم کلهم ذکره ابن
الجوزی فی الموضوعات و
قال رجاله ثقات فالظاهر

جو اللہ نے دنیا میں پیدا کیا روز
عاشورا ہے اور پہلا دن کہ آسمان
سے مینہ برسا روز عاشورا ہے۔ پس
جس نے عاشور کے دن روزہ رکھا
تو گویا وہ عمر بھر روزے ہی رکھتا رہا۔ اور یہ
نبیوں کا روزہ ہے اور جو شب عاشورا
کو جاگتا رہا تو گویا اس نے ساتوں
آسمانوں کے رہنے والوں کے برابر
عبادت کی اور جس نے چار رکعات
ادا کیں کہ ہر ایک میں سورہ فاتحہ ایک بار
اور قل ہو اللہ پچاس بار پڑھے تو اللہ
اس کے پچاس برس گذشتہ کے اور پچاس
برس آئندہ کے گناہ بخش دیگا اور اسکے
لئے ملاء اعلی میں نور کا منبر بنا دیگا
اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلا دیا
تو گویا لمحہ بھر اللہ کی نافرمانی نہیں
کی اور جس نے عاشور کے روز مساکین

ان بعض المتاخرین وضعه
ورکّبه علی هذا الاسناد
انتهى ۔

کا پیٹ بھر دیا تو پل صراط پر سے
مثل چمکتی بجلی کے گذر جائے گا۔ اور
جس نے کوئی چیز خیرات کی تو گویا
اس نے کسی سائل کو محروم نہیں
پھیرا۔ اور جس نے روز عاشورا میں غسل کیا سوا مرض الموت کے کبھی بیمار نہ ہوگا
اور جس نے عاشور کے دن سرمہ لگایا تو تمام سال اسکی آنکھیں نہ دکھیں گی اور
جس نے یتیم کے سر پہ اپنا ہاتھ پھیرا تو گویا بنی آدم کے تمام بیماروں کی عیادت کی
ان سب (روایتوں) کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات (گڑھی ہوئی روایتوں
اور حدیثوں کے سلسلہ) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سلسلہ روایت میں ثقات
نام ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض متاخرین نے (جو غالباً دشمنان اہلبیت رسول تھے)
گڑھ کے ان راویوں کے سر منڈھ دی ہے ۔

واقعہ کربلا پر گریہ وبکا کرنا باعث ثواب و موجب بخشائش ہے

(١)

حضرت مولانا شاہ محمد حسن میاں صاحب ابن حضرت شیخ المشائخ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب حنفی قادری پھلواری اپنی مشہور تصنیف "غم حسین" میں تحریر فرماتے ہیں ص٢٠

سلامی چشم ہے رونے کو دل بکا کیلئے
زباں ہے وصف شہنشاہ کربلا کیلئے

ماہ محرم کا عشرہ عموماً ہم مسلمانوں کے غم و الم کے دن ہیں۔ ناظرین کو تعجب ہوگا کہ ماہ محرم سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اور اسی میں رنج وغم؟ ہاں صاحب اس کی ایک خاص اور تعجب خیز و دردانگیز وجہ ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ہی بعد خاص آپ کے

اہلبیت اطہار کے ساتھ آپ ہی کی امت کے ہاتھوں ایسا دردناک اور دل سوز واقعہ پیش آیا جس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے دنیا میں کوئی مصیبت کوئی صدمہ کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا۔

کون سا واقعہ؟ وہ جس کے بیر و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر فاطمہ زہرا علیہا السلام کے نور دیدہ حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے قوت بازو سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام ہیں۔ کونسا واقعہ؟ مظلوم جگر گوشہ رسول ثقلین سیدنا امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے تمام کنبے کے لوگوں اور یاور انصار کے ساتھ وطن سے دور دشت کربلا میں تین دن بھوکے پیاسے بڑے ظلم وستم سے قتل کئے جانا۔

صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

صاحبو! اس جانکاہ صدمہ سے بڑھ کر کوئی غم والم ہم مسلمانوں کے لئے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص کر جب ماہ محرم آتا ہے تو یہ دل سوز واقعات ہمارے پیش نظر ہو کر ہمیں مغموم و محزون کر دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سراسر مصیبت کے واقعہ کو تیرہ سو برس ہوتے ہیں مگر آج بھی جس گھڑی یہ دردانگیز داستان یاد آجاتی ہے یا بیان کی جاتی ہے تو خواہ مخواہ جی بھر آتا ہے دل کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے

آنکھیں بہ جلتی ہیں دل کانپا ٹھتا ہے اور کیوں نہو؟ واقعہ ہی ایسا ہے جس کے سُننے سے دل قابو میں رکھنے کا تحمل باقی نہیں رہتا۔

پھر صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

اور مروی ہے (راحت القلوب) کہ جب حضور نے جبرئیل امین سے اس سانحۂ قیامت خیز کی خبر سنی تو پوچھا کہ اے امین اللہ یہ تو کہو کہ اُسدن میں ہوں گا؟ جبرئیل نے عرض کیا "نہیں" سرکار نے پوچھا علی مرتضی اس دن زندہ ہوں گے۔ عرض کیا کہ اس دن وہ بھی نہ ہوں گے۔ آپ نے پوچھا "فاطمہ" جبرئیل نے کہا کہ اُسدن وہ بھی نہوں گی" حضور روئے اور فرمایا اے اخی جبرئیل جب ہملوگوں میں سے کوئی بھی نہو گا تو پھر اُن غریبوں کا ماتم اور اُن کی تعزیت کون کرے گا؟ (آہ) اُن کو روئیگا کون؟ جبرئیل امین نے فرمایا رسول اللہ وہ واقعہ ہو گا کہ آپ کی امت کے لوگ قیامت تک اُن مظلوموں کو روئیں گے۔ اور اس دن (یوم شہادت) آہوان دشتی (اُن کے غم میں) اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلائیں گے۔

پھر صفحہ ۶۲ سے صفحہ ۷۰ تک یوں تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمانو! یہ دردانگیز داستان ہے کہ سخت سے سخت

دل کیوں نہو اس واقعہ کو سنکر ضرور بیچین ہو جاتا ہے اور دو چار قطرے بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یاد رکھئے کہ سید الشہدا پر رونا کسی طرح ضائع نہیں ہو سکتا ملا مبین لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (وسیلۃ النجاۃ) میں مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جو آنکھیں امام حسینؓ کو روتی ہیں وہ جنت میں اپنا ٹھکانا کر لیتی ہیں غنیۃ الطالبین، میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے کئی ہزار فرشتے مقرر کئے ہیں کہ وہ سید الشہدا کی ضریح مبارک پر رویا کرتے ہیں۔ اور اُن کی شہادت پر حزن و الم ظاہر کرتے ہیں۔

وسیلۃ النجاۃ میں ایک حکایت لکھی ہے کہ عمر بن لیث کو جو سلاطین خراسان سے تھا اور بڑا پہلوان اور قوی دولت تھا۔ اور فوج کثیر رکھتا تھا۔ جبکہ وہ مر گیا تو لوگوں نے اُسے خواب میں بہت اچھے حال میں دیکھا پوچھا کہ تمہاری آمرزش و بخشائش کا کیا سبب ہوا؟ اس نے کہا ایک دن میں ایک پہاڑ پر تھا اور اپنی بے شمار فوج کا ملاحظہ کر رہا تھا اُن کی کثرت پر خوشی کیسا تھ اسوقت مجھے یہ حسرت ہوئی کہ کاش

میں اپنی اس فوج کے ساتھ سیدالشہداء کے محاربہ کے دن
آپ کے پاس ہوتا تو امام کے دشمنوں سے خوب مقابلہ کرتا
اور اُن پلیدوں کو خوب مارتا کوٹتا بس اسی حسرت کی بدولت
اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے جنت نصیب ہوئی۔ اور
حضرت بابا فرید گنج شکر سے منقول ہے کہ بغداد میں ایک بزرگ
تھے اُن کے سامنے امام والامقام کی شہادت کا ذکر ہوا۔ وہ بیتاب
ہوئے اور سر کو زمین سے دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور انتقال ہوگیا
اسی رات کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا انھوں نے
فرمایا میں نے اہلبیت اطہار کی محبت میں اپنی جان دی تھی
اس لئے خداوند تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور میں امام حسین علیہ السلام
کیا تحد رہتا ہوں۔

ناظرین ۔ اگر ان حدیثوں کو جو مسند احمد حنبل رحمۃ اللہ
علیہ اور غنیۃ الطالبین میں مروی ہیں ضعیف اور موضوع کہا
جائے تو ان سے قطع نظر کیجئے۔ مگر امام مظلوم پر رونا سنت
تو ضرور ہے اس سے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جبرئیل امین نے سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امام والامقام کی شہادت کی خبر دی تھی

تو آپ (اُن کی مصیبت کا خیال کرکے) رو رہے تھے اور خوب رو رہے تھے اور ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خوابوں سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گریہ وزاری و پریشانی کا ثبوت ہے۔ پھر کیوں کر ہم مسلمان اس جانکاہ قصہ کو سن کر ضبط کر سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ محزون و مغموم ہونا ہی پڑتا ہے۔
عاشورہ کا دن بالخصوص اس قیامت خیز واقعہ کو یاد دلا دیتا ہے دُنیا کے اور حصہ کے اہل اسلام پر اس دن کیا اثر ہوتا رہا ہے سکو میں تفصیلی طور سے نہیں بتا سکتا مگر ہندوستان کے بزرگان اور اولیاء اللہ کے احوال پر نظر کرتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے یہ حضرات اس دن اظہار غم کرتے آئے ہیں حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ عاشورہ کے دن اس واقعہ کا کچھ ذکر کرکے "ہائے ہائے" کا نعرہ کرتے تھے" اور بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور یہ بزرگان اس دن سادات کرام سے تعزیت و ماتم پرسی کرتے تھے اور علما و مشائخین کی خدمت میں بھی تعزیت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کی بھی یہی حالت تھی جیسا کہ آپ کے ملفوظ "مخ المعانی" میں ہے۔

روز عاشورہ سعادت زمین بوس حاصل شد. خلق شہر
بیشتر حاضر بودند و جماعتے از سادات نیز بندگی حضرت مخدوم
عظم اللہ روئے مبارک برآں سیداں آورد و فرمود امروز
تعزیت خاندان شما است ما ہمہ طفیل شمائیم بعد ازآں فرمود
سبحان اللہ تعزیت خاندان شما ہمہ را واجب است انگاہ گفت
کہ چنیں گویند درآں روز کہ امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ شہادت
خواہند یافت شب آں بزرگے فاطمہ رضی اللہ عنہا را در خواب
دید کہ با جملہ زنان انبیاء دامن مبارک خود در کمر بستہ در دشت
کربلا در آمدہ است و ہماں جا کہ امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ
خواہند افتاد جاروب می زنند و با آستین مبارک خود پاک می کنند
پرسید کہ خاتون روز قیامت ایں چہ مقام است ؟ گفت حسین
غریب ما سر ایں جا خواہد نہاد۔ انگاہ گفت کہ نقل است کہ
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں ایں قصہ از جبرئیل
شنید پرسید کہ چوں میان ملکے نباشد تعزیت ایشاں کہ دارد گفت
یا رسول اللہ آتیان گو برائے فرزندان تو تعزیتہا کنند و ماتم
دارند کہ صفت آں نتواں کرد۔"

اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی قدس سرہ

کی یہ حالت تھی کہ محرّم کا چاند دیکھ کر وہ بیقرار ہو جاتے تھے اور گریہ وزاری میں مصروف ہو جاتے تھے اور رسم عاشوری برپا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمام اکابر و سادات کا یہی طریقہ ہے اور ذکر مقتل پڑھتے تھے اور اس پر رونے کو ثواب فرماتے تھے۔

لطائف اشرفی میں اُن کے احوال میں لکھا ہے کہ "رسم عزا برپا می داشت چنانچہ لباس دعوت در تن عشرہ نمی پوشیدند و اسباب عیش و شادی ترک می کردند۔"

اور حضرت شیخ الاسلام مخدوم علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے احوال میں بھی لکھا ہے کہ دس دن محرّم کے وہ برابر گریہ وزاری کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

"طرفہ دلے باشد کہ در ماتم خاندان رسول و جگر گوشگان بتول بگریہ و عزاے او نمارد سبحان الرحیم نیاز است ؎

کسے کہ در چنیں ماتم نہ گرید
دل آنکس مگر از سنگ باشد

اور حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز آپ بھی اس محرّم میں گریہ و بکا میں مصروف رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے ملفوظات

سے ظاہر ہے۔

یہ تو وہ لوگ ہیں جو ساتویں آٹھویں صدی اسلام میں گذرے ہیں۔ اُن کے بعد بھی برابر یہی دستور رہا۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں۔ کہ احمد شیبانی قدس سرّہ اور دیگر بزرگان کا بھی یہی دستور رہا اور عاشورہ کے دن وہ لوگ اہلِ سادات کے گھر لے جاتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے۔ اور شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے دیار (اطراف دہلی) میں یہ قدیم دستور ہے کہ عورتیں بروز عاشورا مجتمع ہو کر گھروں میں گریہ وزاری کرتی ہیں۔

اور سید عبدالرزاق بانسوی قدّس سرّہ پر بھی اس عشرۂ محرّم کا بڑا اثر ہوتا تھا۔ الغرض یہ حزن والم محرم میں صوفیوں کے یہاں ہمیشہ سے معمولات سے ہے اور ہمارے خاندان میں تو اہلبیت کی محبّت گھٹّی میں پڑی ہے۔ مجھے اپنے خاندان کے معمولات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ادنیٰ اثر اس کا یہ ہے کہ میں یہ کتاب اسی داستان غم افزا حادثہ روح گزا کے متعلق قوم کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اس غم میں رونے اور رولانے کو ثواب عظیم جانتا ہوں اور عشرہ محرّم میں ذکر اہلبیت کے سوا

دوسرا ذکر نہیں کرتا ہوں جیسے کہ میرے حضرت قبلۂ الدماجد صاحب مدظلہ العالی (یعنی مولانا شاہ محمد سلیمان حنفی قادری چشتی سجادہ نشین پھلواری شریف) کا معمول ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے قبول کرے اور موالیان اہلبیت میں مشہور کرے۔ آمین

واللھم صل علی نبینا محمد سید الثقلین مادمعت العیون علی الحسینؑ

اے خدا تو اس وقت تک رحمت نازل کر ہمارے نبی محمد پر جو سردار ہیں جن و انس کے جب تک کہ آنکھیں امام حسینؑ پر روتی ہیں۔

(۲)

انیس الذاکرین مصنفہ مولانا مہدی علی حنفی صاحب لکھتے ہیں جو حسینؑ پر رونے اور رُلانے والا ہوگا۔ واجب ہوگی اُس پر بہشت اور شاد و خرم ہوگا دونوں جہان میں۔

(۳)

مولانا نصراللہ صاحب حنفی اپنی کتاب دہ مجلس میں لکھتے ہیں "رونا اور غمگین ہونا شہادت اور اہلبیت پر موجب ثواب و ترقی درجات اور باعث کفارہ سیئات اور علامت رحمت و دلیل شفقت ہے"

۴

تقریر الشہادتین مولانا وارث علی سیفی نجفی میں حادثہ و صدہ
یہ ہے۔ (طبع نول کشور پریس کانپور ۱۹۶۱ء)

یارو غم شبیر میں تم اشک بہاؤ — اور نامہ اعمال سیہ کو بھی مٹاؤ
بزم غم شبیر میں اخلاص سے آؤ — اور اجر تم اس رونیکا اللہ سے پاؤ
جو شخص کہ اس غم میں دل و جان سے رویا
وہ قبر میں آرام سے اور چین سے سویا

اس غم کا بڑا اجر احادیث میں آیا — جنات نے آنکھوں سے لہو اپنے بہایا
نوحہ بھی اسی غم میں خلائق کو سنایا — حیوانوں نے گریہ سے اک شور مچایا
افلاک و زمیں آج ملک روتے ہیں دیکھو
اس غم سے ملک غرق الم ہوتے ہیں دیکھو

یہ غم وہ ہے جس سے کہ لہو روتے ہیں پتھر — خوں جاری ہوا دیدۂ افلاک سے کیسر
شمس و قمر و اہل فلک انجم و اختر — سب اس غم جانکاہ سے غم میں ہیں برابر
اس رنج سے عالم کا عجب رنگ ہوا ہے
جو شخص ہے اس غم سے وہ دلتنگ ہوا ہے

کسطرح بیاں کیجئے سیفی غم شبیر — انساں میں تو ہر گز بھی نہیں طاقت تحریر
کچھ کام یہاں کرتی ہے تحریر نہ تقریر — یہ حق سے دعا مانگ کہ اے مالک تقدیر

میرا غم شبیر سے معمور ہے دل
اس نور سے تا حشر یہ پرنور ہے دل

پھر صفحہ [illegible] پر فرماتے ہیں۔

سنو بیان غم سبط مصطفیٰ رو دو — سنو بیان غم شاہ کربلا رو دو
یہ غم وہ ہے کہ فلک جس سے خون رویا ہے — تمہیں ضرور ہی اے صاحب عزا رو دو
رسول روئے ہیں اس غم سے مرتضیٰ روئے — لہٰذا اے محزون کرو وفا رو دو
وہ کون ہے کہ نہیں جس کا سینہ چاک ہوا — وہ کون دل ہے جو اس سے نہیں پھٹا رو دو
جو غم نوح ملے رونے کو تو ہم رو دیں — کہ یہ الم نہیں رکھتا ہے انتہا رو دو
جگر کو خون کرو اس غم میں دل کو پارہ کرو — ہزار دل سے کرو گریہ و بکا رو دو
یہ غم وہ ہے کہ جگر فاطمہ کا چاک ہوا — وہ جب تک ہیں اسی غم میں مبتلا رو دو
جو ایک قطرہ بھی آنسو کا آنکھ سے نکلے — تو سمجھو ہو گئے مقبول کبریا رو دو
مصائب اہل حرم کے لکھو نہیں کیا سیفی — بس اس قدر یہ میں کرتا ہوں التجا رو دو

صفحہ ۷۸ پر ہے۔

اس غم سے ہوا قلم جگر چاک — کرتے ہیں جگر کو سب بشر چاک
اس غم سے آسمان رویا — اس غم سے ہے سب جہان رویا
ہے کون جسے یہ غم نہیں ہے — حسینؑ کا غم یہ کم نہیں ہے
اس غم سے ملائکہ ہیں مضطر — جنات ہیں اس سے خاک بر سر

یہ غم تو ہے سب جگہ سمایا — اس غم نے مقام سب میں پایا
محزون اس غم سے ہیں بہائم — کرتے ہیں غمِ حسینؑ دائم
جس کو یہ غم و الم نہیں ہے — حیوانوں سے بس وہ کم نہیں ہے
راحت جس کو ہو اپنی منظور — اس غم کو کرے نہ ایک دم دور
اس غم سے جو چور چور ہو گا — عقبیٰ میں اُسے سرور ہو گا
تم کو لازم ہے اے عزیزو — اس غم سے جدا نہ ایک دم ہو
حسنین کا غم نہیں خوشی ہے — عقبیٰ کے غموں سے مخلصی ہے
اللہ نے کی جسے ہدایت — ہے اسکے نصیب یہ سعادت

جب تک رہے تن میں جان سیفی
یہ غم رہے مہمان سینے

صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں۔

یہ حدیثیں مستند ہیں ان کو اے یارو سُنو
دل کو اپنے تم غمِ حسنین سے محزون کرو
یہ بیاں وہ ہے سُنا جس نے نہ آئی اسکو تاب
فرطِ غم سے ہو گیا سینہ جگر اُس کا کباب
پتھروں کا دل بھی اس مضمون سے پانی ہوا
جو غمِ حسنین میں رویا وہ لاثانی ہوا

گر غمِ شبیر اپنی قبر میں لے جاؤ گے
بعد مرنے کے مزا رونے کا اپنے پاؤ گے
جیتے جی دنیا میں اس غم سے رہیگا جو ملول
ہاتھ میں محشر کو ہوگا دامن آلِ رسولؐ

مولانا کی دو رباعیاں بھی قابل ملاحظہ ہیں حؔ

رُباعی

شبیر کے غم میں جو نہ رویا ہوگا
سب عمر کو اُس نے مفت کھویا ہوگا
اس غم سے جو محزون نہوا دنیا میں
وہ قبر میں چین سے نہ سویا ہوگا

رُباعی

شبیر کا غم نہیں یہ ہے عینِ سرور
دنیا کے غم و الم کو دیتا ہے دُور
رو رو اس غم میں جب تلک جیتے رہو
مرنے کے بعد ہے جو ہنستا منظورؔ۔

(۵) کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین فرنگی محلی کے ص ۳۰۵ میں ہے
(مطبوعہ گلشن فیض لکھنو ۱۳۱۳ھ)

وفی مسند احمد بن	مسند امام احمد بن حنبل میں ہے [۱]
حنبل من دمعت عیناہ	کہ جو شخص امام حسین پر آنسو
بقتل الحسین دمعۃ	بہائے یا صرف ایک قطرہ ٹپکے
وقطرت بوأہ الجنۃ	تو خداوند عالم اسکو جنت عطا کریگا۔

×(۶)×

علامہ ابوبکر بن شہاب الدین الحضرمی اپنی کتاب رشفۃ الصادی
من بحر فضائل بنی النبی الہادی (مطبوعہ مطبع اعلامیہ قاہرہ مصر ۱۳۵۳ھ)
کے ص ۴ میں فرماتے ہیں۔

وعن الحسین بن علی	امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص
رضی اللہ عنہما قال من دمعت	ہماری مصیبت پر آنسو بہائے یا
عیناہ فینا دمعۃ او قطرت	آنکھوں سے ایک قطرہ ٹپکائے خدا
عیناہ قطرۃ اتاہ اللہ وفی	اسکو جنت کرامت کرتا ہے۔ ایسا
روایۃ بواہ اللہ الجنۃ	حدیث کو امام احمد حنبل نے کتاب مناقب

[۱] اس روایت کے متعلق مسند امام احمد حنبل کے حوالے متعدد کتابوں میں ملتے ہیں مگر مسند کے مبینہ نسخہ میں اس کا وجود نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ قدیم قلمی نسخوں میں موجود ہو اور بوقت طبع کارپردازان اشاعت کی دست و برد سے حذف ہو گئی ہو۔

اخرجه احمد فی المناقب میں درج کیا ہے۔

(۷)

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف ملا علی قاری جلد ۵ صفحہ ۶۰۴ (مطبوعہ میمینہ مصر سنہ ۱۳۰۹ھ) میں ہے۔

اخرج احمد فی المناقب عن	امام احمد بن حنبل مناقب میں اسناد
الربیع بن منذر عن ابیه	کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام
قال کان حسن بن علی یقول	حسنؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہم پر آنسو
من دمعت عیناه فینا دمعة	بہائے یا ایک قطرہ بھی آنسو کا نکلے
او قطرت عیناه فینا قطرة	تو خداوند عالم اسکو جنت
اٰتاه الله عزوجل الجنة	عطا کرے گا۔

(۸)

شیخ الاسلام قسطنطنیہ الشیخ سلیمان البلخی القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ جلد دوم میں ایک خاص باب فضائل گریہ کے متعلق قرار دیتے ہیں۔

الباب الثانی والستون	(باب باسٹھواں) اُن احادیث
وذکر الاحادیث الواردة	کے ذکر میں جو امام حسینؑ و اہلبیت پر
علی کثرة ثواب من بکی علی الحسین	گریہ و بکا کرنے والوں کے کثرت

واهل بيته ۔	ثواب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

صفحہ ۳۵۷ (ینابیع المودة جلد دوم) مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۰۲ھ میں ہے۔

الف۔ عن الباقر عليه السلام	امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
قال كان ابي علي بن الحسين	کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے
عليهما السلام يقول ايما مؤمن	فرمایا کہ جس مومن کی آنکھوں سے آنسو
دمعت عيناه لقتل الحسين	جاری ہوں شہادت امام حسینؑ پر۔
دمعة حتى يسيل على خديه بوأه	اور رخسار پر بہ آئیں تو خداوند عالم
الله الجنة غرفا وايما مؤمن	اسکے عوض اسکو جنت میں ایک غرفہ
دمعت عيناه دمعا حتى	عطا فرماتا ہے اور جس مومن کے
يسيل على خديه لاذى مسنا	آنسو جاری ہوں اور رخسار پر آ جائیں
من عدونا بوأه الله مبوء	ہماری مصیبتوں کے اوپر جو ہمارے
صدق وايما مؤمن مسه	دشمنوں سے ہم پر پہونچے ہیں تو خدا
اذى فينا فدمعت عيناه	اس کو منزل صدق کرامت کرتا ہے
حتى يسيل دمعه على خديه	اور جو شخص ہماری ان مصیبتوں پر
من مضاضة ما اوذي	جو ہمکو دشمنوں سے پہونچیں ہیں آنسو
فينا صرف الله عن وجهه	بہائے اور ایک قطرہ اشک بھی

الاذی وامنه یوم القیامة من سخطه ومن النار۔ | رخسارے تک پہونچے تو خداوند عالم اذیت کو اُس سے برطرف کریگا

اور قیامت کے دن اس کو اپنے غضب اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

(ب) عن جعفر الصادق علیہ السلام قال من ذکرنا او ذکرنا عندہ فخرج من عینیہ دمع مثل جناح بعوضة غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر۔ | حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے یا اسکے سامنے بیان کیا جائے پس اسکے آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ وہ پر پشہ کے برابر ہو تو خداوند عالم (اپنے لطف و کرم سے) اسکے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ مثل سمندر کے جھین کے ہوں۔

(۹)

مودة القربیٰ سید علی الہمدانی (المودة الحادیہ عشر فی فضائل فاطمة الزہرا) صفحہ ۳۸ (مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ) میں ہے۔

عن علی علیہ السلام عن رسول اللہ صلعم قال اذا | حضرت علی ع سے منقول ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جب

كان يوم القيامة نادى مناد	قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی
من بطنان العرش يا اهل	ندا کرے گا کہ اے اہل قیامت اپنی
القيامة اغضوا ابصاركم	آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمد
لتجوز فاطمة بنت محمد مع	مع حسینؑ کے خون آلود کرتے کے
قميص مخضوب بدم الحسين فتحتوي	عرصہ قیامت سے گذر جاویں۔ پس
على ساق العرش فتقول انت الجبار	فاطمہ عرش کے پایہ کو پکڑ لیں گی
العادل اقض بيني وبين من	اور فریاد کریں گی کہ اے جبار اے
قتل ولدي فيقضي الله لبنتي	عادل میرے اور میرے فرزند حسینؑ
ورب الكعبة ثم تقول اللهم	کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کر۔
اشفعني فيمن بكى على مصيبته	اس پر خداوند عالم میری بیٹی کے
فيشفعها الله فيهم۔	موافق فیصلہ فرمائے گا۔ پھر فاطمہ

درگاہ رب العزت میں عرض کریں گی۔ خداوندا! ان لوگوں کے حق میں جو میرے فرزند حسینؑ کی مصیبت پر روتے تھے میری شفاعت قبول فرما۔ اس وقت خداوند عالم فاطمہ کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور حسینؑ پر گریہ و زاری کرنے والے بخش دیے جاویں گے۔

(۱۰)

نور العین فی مشہد الحسین تالیف امام ابو اسحق اسفرائنی صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ

بمبئی) آخر کتاب میں فضیلت گریہ میں یہ حدیث منقول ہے۔

قال الصادق ان شھر المحرم کانت الجاھلیۃ یحرمون فیہ القتال فاستحلت فیہ دماءنا وانتھب مالنا وھتکت فیہ حرمنا ولم یبق فیہ حرمۃ لنا ان یوم عاشوراء احرق قلوبنا واسباح دموعنا وارض کربلا اورثتنا الکروب البلاء فعلی مثل الحسین فلیبك الباکون فان البکاء علیہ یمحی الذنوب ایھا المؤمنون۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ماہ محرم میں جاہلیت کے زمانہ میں کفار بھی جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے لیکن (مسلمانوں نے) اس ماہ حرام میں ہمارے خون کو حلال کر دیا ہمارے مال کو لوٹ لیا ہماری حرمت کو برباد کیا۔ ہماری کوئی حرمت نہیں کی گئی یعاشور محرم کو ہمارے قلوب غم سے جلتے ہیں آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ کربلا کی زمین نے کرب و مصیبت کو ہمیں ورثہ میں دیا ہے۔ رونیوالو کو چاہیے کہ حسینؑ پر روئیں اسلئے کہ حسین پر رونا گناہوں کو مٹاتا ہے۔

(۱۱)

روضۃ الشہدا، ملا حسین واعظ کاشفی صفحہ ۵-۶ (مطبوعہ نولکشور کانپور ۱۸۹۱ء) میں ہے۔

(الف) وگریہ در ماتم موجب حصول — حسینؑ کے غم میں گریہ کرنا خدا کی رضا

رضاے ربانی وسبب وصول
بریاض جاودانی است چنانچہ
در آثار آمدہ کہ من بکی علی الحسین
او تباکی وجبت له الجنّة
یعنی ہر کہ بر حسینؑ بگرید بہشت م
او را واجب شود و ہر کہ خود را گریہ فرا
نماید بحکم من تشبه بقوم فهو منهم در وعدہ
وجبت له الجنة داخل است امام رضی
بخاری آوردہ کہ اے عزیز خاک
کربلا خاکے است کہ دراں خاک
تخم شہادت کشتہ اند و آب دیدہ
دوستان نہ ہوا داران می طلبد کہ
من بکی علی الحسینؑ پس ہر کہ از دیدہ
دیدہ آبے بخاک کربلا فرستد بر آئینہ
تخم سعادتے کہ در محبت اہل شہادت
کاشتہ باشد در مزرعہ رضا آب دیدہ
ئے پرورش یابد و چوں لالہ از منزل

حاصل کرنے اور جنت میں پہنچنے
کا سبب ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے
کہ جو شخص امام حسینؑ پر روئے یا رونے
والوں کی شکل بنائے اس پر جنت
واجب ہوتی ہے اس لئے کہ رونے
والوں کی شکل بنانے سے اس حکم
میں داخل ہوتا ہے کہ من تشبہ بقوم فھو
منھم جو کسی قوم کی نقل کرے تو وہ
ان میں سے ہے گویا رونے والے کی
شکل بنانے والا خود گریہ کرنے والا ہے
اسی لئے اسپر بھی جنت واجب ہے۔
امام رضی بخاری فرماتے ہیں کہ اے عزیز
کربلا کی وہ خاک ہے جس میں شہادت کا
بیج بویا گیا ہے اس لئے اسکو
سیراب کرنے کے لئے دوستوں کے
آب چشم کی ضرورت ہے پس جو شخص
اپنی آنکھ کے سوتوں سے پانی بہائے

الدنیا مزرعۃ الاخرۃ بیرون رود
محصول آں نعیم جنت و نسیم بہجت
خواہد بود کہ دخلت الجنۃ۔

اور خاک کربلا کو پہنچے تو گویا وہ
نیکی کے بیج کو جس کو کہ شہدا کی
محبت میں بویا ہے اپنے آنسوؤں سے
مزرعہ رضا میں سیراب کر رہا ہے۔ جب
ایسا شخص اس دنیا کی اس منزل سے جو آخرت کے لئے مثل کھیتی کے ہے چلا جاویگا
تو اسکو آخرت میں جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

(ب) پھر صفحہ ۲۷ پر ہے۔

عزیزان تامل فرمایند کہ ثواب
گریستن در مصیبت حسینؑ چہ مقدار است
از ائمہ اہلبیت نقل کردہ اند کہ ہر قطرۂ
آب در ماتم حسینؑ از دیدہ کسے فرو بارد
آں را در صدف درے می سازند
و در قلادۂ عمل آں کس میکشند و قیمت
آں در روز بازار قیامت بر خلق ظاہر
خواہد شد۔ شیخ سہل بن عبد اللہ
تستری رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ روز
عاشورہ می گریستم و باخود می گفتم

عزیزو! غور کیجئے کہ امام حسینؑ
کی مصیبت میں رونے کا کسقدر ثواب ہے
ائمہ اہلبیت سے روایت ہے کہ
غم حسینؑ میں جو آنسو نکلتا ہے وہ
در بے بہا بنتا ہے اس نایاب موتی
کی قدر و قیمت بازار حشر میں مخلوق
پر ظاہر ہوگی یعنی ایک آنسو کے عوض
نعیم جنت حاصل ہوگی۔ شیخ سہل بن
عبد اللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
روز عاشورہ میں امام حسینؑ کی مصیبت

اگر آں روز حاضر نبودم کہ در پیش آں
شاہ شہید خون خود بریزم امروز بارے
در حسرت آں قطرہ چند آب از چشم خود
بریزم شبانہ حضرت رسالت صلعم در
واقعہ دیدم کہ مرا گفت اے سہل
بجلال حضرت ذو الجلال کہ یک قطرہ
آب دیدۂ تو در مصیبت فرزند دلبند
من ضائع نیست و بداں گریہ کہ امروز
کردی فردا ترا چنداں ثواب دہند
کہ محاسبان تختہ خاک و مستوفیان
دفتر خانہ افلاک از عہدۂ حصر و
حساب و ثواب آں بیروں نتوانند آمد
در آثار آمدہ است کہ حسینؓ رضی اللہ
عنہ روز قیامت بو عصات در آید
بچہرہ خون آلود و گوید رب شفعنی
فی من بکیٰ علی مصیبتی خدایا مرا شفاعت
دہ در حق کسیکہ بر مصیبت من گریستہ

رویا اور دل میں کہنے لگا کہ اگر
میں عاشورہ کے دن نہ تھا کہ امام
کے لئے اپنا خون بہاتا تو کم از کم
آج چند آنسو اپنی آنکھوں سے
بہا دوں رات کو جب میں سویا
تو حضرت رسالتمآب کو خواب میں
دیکھا کہ حضرت صلعم تبسم کیساتھ فرماتے
ہیں کہ اے سہل میرے فرزند حسینؑ
کے غم میں تمہارا ایک آنسو بھی ضائع
نہ ہوگا آج کے دن جو تم نے گریہ کیا ہے
اسکے عوض میں کل قیامت کے دن
اتنا ثواب ملے گا کہ جس کا حساب و
شمار بھی نہ ہو سکے گا۔ حدیث میں
ہے کہ قیامت کے دن امام حسینؑ
خون آلودہ چہرے کیساتھ تشریف
لائیں گے اور عرض کریں گے کہ خداوند
تو ان لوگوں کی شفاعت کرنا جو

ہر کہ در دنیا بر شہیدی وغریبی	جنہوں نے مجھ پر گریہ کیا تھا۔
و محرومی و مظلومی و بیکسی و بے برگی	امام کی دعا قبول ہوگئی اور رونے
و تشنگی و گرسنگی من گریہ کردہ او را	والوں کو پروانہ نجات مل جائے گا

من بخش شفاعت آں سید محل قبول
سیدہ گریہ کنندگان حسین رضی اللہ
عنہ برات نجاتے ازیاں دارند

(۱۲)

بابا رتن بن عبد اللہ الہندی جنکا نام ابن حجر نے "قسم رابع" کے صحابیوں میں مدرج کیا ہے اور جن کی صحابیت کی توثیق اکثر المحققین نے کی ہے۔ توثیق کرنے والوں میں سے خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

(۱) مورخ شمس الدین محمد بن ابراہیم الجزری نے اپنی تاریخ میں۔

(۲) علامہ صلاح الدین الصفدی نے اپنے تذکرہ میں۔

(۳) علامہ علاء الدین الوداعی نے اپنے تذکرہ میں

(۴) شیخ عبد الغفار بن نوح القوصی نے اپنی کتاب "الوحید فی سلوک اہل طریق التوحید" میں۔

(۵) مورخ البہا، الجندی نے اپنی تاریخ میں۔

(۶) محدث المکثر الرجالی علامہ جمال الدین محمد بن احمد بن الامین الاقشہری نزیل المدینہ نے اپنی کتاب "فوائد رحلتہ" میں

(۷) علامہ ابن حجر صاحب اصابہ کے شیخ الحدیث علامہ مجدالدین شیرازی صاحب قاموس نے (جیسا کہ اصابہ میں ہے)

(۸) مولانا عبدالرحمٰن جامی نے "نفحات الانس میں"

ان حضرات کے علاوہ تمام صوفیان کرام بابا رتن کے صحابی ہونے کی توثیق کرتے ہیں۔

چنانچہ یہی بابا رتن ہندی فضیلت گریہ میں ایک حدیث جناب رسالتمآب صلعم سے روایت فرماتے ہیں۔ جس کو علامہ ابن حجر اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اول حرف الراء القسم الرابع صفحہ ۵۳۳ مطبوعہ مصر میں نقل فرماتے ہیں۔

قال صلعم ۔ ما من عبد بکی یوم اصیب فیہ الحسین الا کان یوم القیمۃ مع اولی العزم من الرسل و قال البکاء فی یوم عاشورا نور تام یوم	فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو کوئی بندۂ مومن عاشور کے دن حسینؑ کی مصیبت پر روئے تو قیامت کے دن وہ انبیائے اولی العزم کیسا تھ ہوگا۔ اور فرمایا کہ عاشور کے دن رونا قیامت کے دن مومن

القیمۃ   کے لئے) نور تام ہوگا۔

(۱۳)

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اپنی کتاب "منح مکیۃ" شرح قصیدہ ہمزیہ طبع مصر ۱۳۰۳ھ میں تحریر کرتے ہیں۔

(وقست) ای غلظت واشتدت (منهم) ای المكرة الفجرة المذكورين وهو حال من قوله (قلوب) فوصل اليهما والى ذريتهما منهم غاية الايذاء والاستهانة بحقهم الواجب رعايته عليهم فلم تلن لهم تلك القلوب قط لان الله تعالى اراد لها الشقاوة والعذاب الاليم (على من) اى اولئك الائمة الذين هم بدور الدنيا ومن ثم قال الحسن البصري رحمه الله تعالى فى الذين قتلوا مع الحسين من اهله ليس لهم شبيه على وجه الارض (بكت الارض فقدهم والسماء) وهذا اقتباس من مفهوم قوله تعالىٰ فما بكت عليهم السماء والارض اذ مفهومه ان المومن تبكى عليه السماء والارض يعنى انهما يتاسفان عليه فانهما من اعماله وثوابها اما الارض فمحال سجود المومن وعباداته واما السماء فمحال صعود الملائكة بتلك الاعمال اليها واذا كان هذا فى مطلق المومنين كما علم من الاية فما بالك بال البيت النبوى والسر العلوى ويصح ان يكون المراد ببكائهما بكاء اهلها وهو واضح لكن الاول

ابلغ ولامانع من حمله على الحقيقة لانه ممكن ورد به الشرع فلا يخرج عن ظاهره الا بدليل (فائدة) ايها السامع للخطاب ما استطعت لعى مدة دوام استطاعتك تأسيا بنبيك صلى الله عليه وسلم ثم بجبرئيل ثم بعلى كرم الله وجهه وروى ابن سعد عن الشعبي قال مر على كرم الله وجهه بكربلاء عند مسيره الى صفين فوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقيل له كربلاء فبكى حتى بل الارض من دموعه ثم قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكى فقلت ما يبكيك فقال كان عندى جبرئيل انفا واخبرنى ان ولدى الحسين يقتل بشاطئ الفرات بموضع يقال له كربلاء ثم قبض قبضة من تراب تلك الارض اشمنى اياها فلم املك عينى ان فاضتا واخرج الترمذى ان ام سلمة رأت النبى صلى الله عليه وسلم باكيا وبراسه ولحيته التراب فسألته فقال قتل الحسين انفا وكذلك رأه ابن عباس رضى الله تعالى عنهما نصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيها دم يلتقطه فسأله فقال دم الحسين واصحابه لم ازل اتتبعه منذ اليوم فنظروا فوجدوه قد قتل فى ذلك اليوم ـــــــ ترجمہ! سخت ہوگئے اُن فاسقوں اور فاجروں کے دل اُن بزرگوں پر جن کے اُٹھ جانے پر زمین روئی اور آسمان نے گریہ کیا۔ (یہ ترجمہ تھا امام بوصیری کے شعر کا جو قصیدہ ہمزیہ میں ہے) ابن حجر کہتے ہیں) یہ اقتباس ہے اُس آیت کے مفہوم سے جو کافروں کے بارے میں

وارد ہوئی ہے کہ ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین نے گریہ کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن پر آسمان و زمین گریہ کرتے ہیں یعنی انہیں رنج ہوتا ہے ان اعمال خیر کا جو اس مومن کے انتقال سے بند ہو جاتے ہیں اور اس ثواب کا جس کا سلسلہ قطع ہو جاتا ہے۔ زمین کی خصوصیت سے وہ مقامات جہاں وہ سجدہ کرتا تھا اور عبادتیں بجا لاتا تھا اور آسمان کے وہ مقامات جہاں سے ملائکہ اس کے اعمال کو لے کر جاتے تھے۔ اور جب عام مومنین کی شان ہے جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا تو کیا خیال ہے تمہارا اہل بیت رسول و اولاد علی و فاطمہ کے متعلق اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان و زمین کے رونے سے مراد اہل آسمان و زمین کا رونا قرار دیا جائے اور یہ بالکل ظاہر ہے۔ لیکن پہلے معنی میں بلاغت زیادہ پائی جاتی ہے اور جب حقیقی معنی کا مراد لینا ممکن ہے کیونکہ شریعت میں اس کا ثبوت موجود ہے تو بلا وجہ اسے نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔ جب یہ سب روتے ہیں تو تو بھی رو اے سننے والے اس آواز کے جب تک تیری جان میں جان ہے پیروی کرتے ہوئے اپنے پیغمبر کی پھر جبرئیل کی پھر حضرت علیؑ کی۔

چنانچہ ابن سعد نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ صفین جاتے ہوئے کربلا کی طرف سے گذرے۔ حضرت ٹھہر گئے اور دریافت کیا کہ اس زمین کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا کربلا۔ یہ سن کر حضرت روئے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا کہ میں حضرت رسولؐ کے پاس آیا ایسے حال میں کہ آپ رو رہے تھے۔ میں نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس تھے انہوں نے مجھے بتلایا کہ میرا فرزند حسینؑ نہر فرات کے پاس ایک جگہ پر جسے کربلا کہتے ہیں قتل ہوگا پھر حضرت نے اس زمین سے ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور مجھ کو سنگھائی جس کے بعد مجھے بھی قابو نہ رہا اور بے ساختہ میری آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔ اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ام سلمہ نے حضرت رسولؐ کو روتے ہوئے دیکھا اس حالت میں کہ آپ کے سر و ریش پر خاک پڑی ہوئی تھی میں نے وجہ دریافت کیا حضرت نے فرمایا ابھی ابھی حسینؑ قتل ہوا ہے۔ اور ابن عباس نے بھی حضرت کو دوپہر کے وقت دیکھا اس حالت میں کہ بال پریشان ہیں گرد و غبار پڑا ہوا ہے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے جس میں خون ہے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کا خون ہے جسے میں نے آج دن بھر جمع کیا ہے۔ لوگوں نے اس تاریخ کا خیال رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔

بوصیری کے چند اشعار جن کا تعلق مرثیہ سے ہے نقل کئے جاتے ہیں

من شہیدین لیس ینسینی	الطف مصابیهما ولا کربلاء
ما رعی فیهما ذمامك مرؤس	وخان عهودك الرؤساء
ابدلوا الود والحفیظة فی القربی	فابدت ضبابها النافقاء
وقست منهم قلوب علی من	بكت الارض فقده والسماء
فابكهم ما استطعت ان قلیلا	فی عظیم من المصاب البكاء
كل یوم وكل ارض لكربی	منهم كربلا وعاشوراء
آل بیت النبی ان فؤادی	لیس یسلیه عنكم التأساء
غیر انی فوضت امری الی الله	وتفویضی الامور براء
رب یوم بكربلاء مسیء	خففت بعض وزره الزوراء
والاعادی كان كل طریح	منهم الزق حل عنه الوكاء
آل بیت النبی طبتم وطاب	المدح لی فیكم وطاب الرثاء
انا حسان مدحكم فاذا	نحت علیكم فانی الخنساء
سدتم الناس بالتقی وسواكم	سودته البیضاء والصفراء

(ترجمہ)

دونوں شہید جنکی یاد کنارہ نہر فرات اور زمین کربلا سے ہمیشہ تازہ ہے۔ نہ رعایا نے (یا رسول اللہ) اُن کے بارے میں آپ کے حقوق کا لحاظ کیا اور نہ حکام نے آپ کے عہد و پیمان کا پاس کیا۔ انہوں نے آپ کے قرابتداروں کی محبت کے بدلے میں کینہ و عداوت کو اختیار کیا جس کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ان کے دل سخت ہو گئے اُن لوگوں کے لئے جن پر آسمان اور زمین تک نے گریہ کیا۔ جب تک دم میں دم ہے تو بھی (اے مخاطب) اُن پر روتا رہ اسلئے کہ مصیبت کے مقابلہ میں رونا بہت کم چیز ہے۔ ہر دن اُن کے غم میں مجھے روز عاشورا اور ہر زمین زمین کربلا ہے۔ اے اہلبیت نبی میرے دل سے کوئی چیز آپ کا خیال دور نہیں کر سکتی۔ سوائے اسکے کہ میں ان مظالم کو خدا کے سپرد کردوں اور اسکے بعد بری الذمہ ہو جاؤں۔ کتنے مجرم ہیں کہ زمین کربلا کی زیارت اُن کے گناہوں میں تخفیف کر دیتی ہے۔ اولاد دشمنوں کی یہ حالت ہے کہ وہ زمین پر افتادہ ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مشک جس کا تسمہ کھل گیا ہو۔ اے اہلبیت نبی آپ پاکیزہ ہیں اور آپکی شان میں جو مدح نظم ہو اور مرثیہ کہا جائے وہ بھی پاکیزہ ہے۔ میں آپکی مدح میں حسان کا درجہ رکھتا ہوں اور جب نوحہ کہنے لگوں تو خنسا (مشہور مرثیہ گو) ہوں۔ آپ نے دنیا پر تقوی و پرہیزگاری کے ذریعہ سے حکومت کی جبکہ آپکے سوا دوسرے لوگوں نے سنہرے روپہلے سکوں سے اپنی حکومت قائم کی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ شہادت امام حسینؑ پر گریہ و بکا کرنا اور اس کا ذبح کیوجہ سے حضرت کے درجات کا عالی ہونا

روضۃ الشہداء ملا حسین واعظ کاشفی صفحہ ۲۶-۲۷ (مطبوعہ نولکشور پریس کانپور ۱۸۹۱ء) میں ہے۔

از علی بن موسی الرضا
منقول است کہ چون حق تعالے
گوسفند برائے فدائے اسمٰعیل فرستاد
و ابراہیم آن را ذبح کرد بخاطر مبارکش
خطور نمود کہ اگر بدست خود فرزند
خود را قربان کردے ثواب عظیم یافتے و بمقام
حرمت بر درجہ رفیع شافتی حق سبحانہ بوے وحی
فرستاد کہ از جملہ خلقان کرا دوست میداری ابراہیمؑ
گفت محمدؐ را کہ حبیب و صفی تست خطاب آمد کہ او را دوست تر

امام رضا علیہ السلام سے
منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے
حضرت اسمٰعیل کا فدیہ گوسفند کو
قرار دیا اور حضرت ابراہیم نے اسکو
ذبح کیا تو اسوقت حضرت ابراہیم کے
دل میں یہ بات آئی کہ اگر میں اپنے فرزند
اسمٰعیل کو اپنے ہاتھوں خدا کی راہ میں
قربان کرتا تو ثواب عظیم کا مستحق ہوتا
حضرت ابراہیم کے دل میں اس خیال کا

می داری یا خود را ابراہیم گفت خداوندا
از خود دوست تر می دارم باز فرمان
رسید کہ فرزندان او را
دوست میداری یا فرزندان
خود را خلیل جواب داد کہ فرزندان
امجاد او نزد من دوست تر اند
از اولاد من حق تعالی وحی کرد
بدو کہ یکے از فرزندان بزرگوار
او را بخواری و زاری از روئے
جور و ستمگاری غریب و تنہا
گرسنہ و تشنہ در دشت کربلا شہید
شہادت بچشانند ابراہیم علیہ السلام
چون شمہ ازیں واقعہ بشنید قطرات
حسرت از چشم سار چشم بر صفحات
رخسار فرو بارید خطاب رسید کہ
اے ابراہیم ثواب گریستن تو بر حسین
دلے کہ بدل تو رسید برا رآں

پیدا ہوتا تھا کہ حضرت کو وحی ہوئی
کہ اے ابراہیم تم ہماری مخلوق میں
سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو
ابراہیم نے جواب دیا خداوندا تیرے
حبیب محمد مصطفیٰ کو پھر خطاب ہوا
کہ اے ابراہیم تم محمد کو زیادہ دوست
رکھتے ہو یا خود اپنے کو جواب دیا اپنے
سے زیادہ حضرت صلعم کو دوست
رکھتا ہوں پھر حکم ہوا کہ تم اپنے فرزند
اسمٰعیل کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا
ان کے فرزند کو خلیل نے جواب دیا کہ ان کے
فرزندوں کو اپنی اولاد سے زیادہ
دوست رکھتا ہوں اس سوال
و جواب کے بعد وحی ہوئی کہ اے
ابراہیم حضرت محمدؐ کے ایک فرزند
بزرگوار کو نہایت ظلم و ستم کیا جا
ہوگا پیاسا مسافرت میں کربلا کی

شوہت ہست کہ بدست خود فرزند جن میں اشقیا شہید کریں گے
خود را قربان می کردی۔ حضرت ابراہیم نے جو وقت واقعہ
شہادت کو سُنا تو بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور گریہ فرمانے
لگے۔ خطاب ہوا کہ اے ابراہیم حسینؑ کے غم میں تمہارے دل کو جو صدمہ ہوا ہے
اور رونے ہو اس کا ثواب برابر ہے اس ثواب ذاجر کے جو تم کو اپنے فرزند
اسمٰعیل کو اپنے ہاتھوں سے قربانی کرنے میں ملتا۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السّلام کا شہادت امام حسینؑ پہ گریہ و بکا کرنا

(الف) اخرج الحاکم والبیھقی عن ام الفضل بنت الحارث قالت دخلت علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما بالحسین فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت منی التفاتة فاذا عینا رسول اللہ صلعم تھریقان من الدموع

امام حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں ام الفضل سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن میں امام حسینؑ کو لائی اور رسول اللہ کی آغوش میں دیدیا۔ پھر جو دیکھتی ہوں تو آنحضرت کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہیں۔ پھر خود ہی

فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان
امتی تقتل ابنی هذا واتانی بتربة
من تربة حمراء

حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے
مجھے خبر دی ہے کہ میری امت
میرے اس لخت جگر کو شہید کریگی
اور مجھے اس مقام کی سرخ مٹی
بھی دی ہے۔

(ینابیع المودۃ شیخ سلیمان البلخی جلد دوم ص۲۱۸ وتحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین
مولانا شاہ سلامت اللہ ص۲۹ مطبوعہ مطبع اسدی لکھنؤ)

(ب) واخرج ابن سعد عن الشعبی
قال مر علی رضی الله عنه بکربلاء
عند مسیره الی صفین وحاذی
نینوی قریة علی الفرات فوقف
وسأل عن اسم هذه الارض فقیل
کربلاء فبکی حتی بل الارض من
دموعه ثم قال دخلت علی رسول
الله وهو یبکی فقلت ما یبکیک
قال کان عندی جبرئیل انفا
واخبرنی ان ولدی الحسین

طبقات کبیر ابن سعد میں امام
شعبی سے منقول ہے کہ حضرت
علی مرتضی رضی اللہ عنہ صفین
کی طرف جاتے ہوئے جب نینوا
(جو دریائے فرات کے کنارے ایک
گاؤں ہے) کے مقابل ہوئے تو
ٹھہر گئے اور اس سرزمین کا نام
پوچھا، "کربلا" بتلایا گیا۔
حضرت روئے اور خوب روئے
اسقدر کہ وہاں کی زمین آپ کے

یقتل بشاطی الفرات بموضع
یقال له کربلاء ثم
قبض جبرئیل قبضة من تراب
شمنی ایاه فلم املک عینی
ان فاضتا ۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی ص۱۱۵
(مطبوعہ میمنیہ مصر)

آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا
کہ ایک مرتبہ حضرت صلعم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور حضور رو رہے تھے
میں نے پوچھا یا حضرت خیر تو ہے
رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میرے پاس
اس وقت جبرئیل بیٹھے تھے انھوں نے
خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے
کنارے اُس جگہ جسے کربلا کہا جاتا ہے قتل کیا جائے گا۔ پھر جبرئیل ایک
مشت خاک لائے۔ اور مجھے سونگھایا بس مجھے اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہا
اور بے اختیار رو پڑیں

(ج) عن عبد الله بن نجی
عن ابیه انه سار مع علی رضی
الله عنه وکان صاحب مطهرته
فلما حاذی نینوا وهو منطلق
الی صفین فنادی علی رضی الله
عنه اصبر یا ابا عبد الله صبر
یا ابا عبد الله بشط الفرات

عبد اللہ بن نجی اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں کہ وہ صفین
جاتے ہوئے حضرت علی کے ساتھ
تھا کہ دفعتہً حضرت علی نے بلند
آواز سے ندا دی کہ اے ابا عبد اللہ
صبر کرو اے ابا عبد اللہ صبر کرو
(امام حسین کی کنیت ہے) دریائے

قلت وماذا قال خلت على النبي صلعم ذات يوم وعيناه تفيضان قلت يا نبي الله اغضبك احد ما شان عينيك تفيضان قال بل عندى جبرئيل قبل فحدثني ان الحسين يقتل بشاطى الفرات قال فقال هل لك الى ان اشمك من تربته قال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب فاعطانيها فلم املك عيني فاضتا۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد اول

صفحہ ۸۵ (مطبوعہ مصر)

فرات کے کنارے میں نے پوچھا کہ حضرت اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ ایک دن میں حضرت سرور عالم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت صلعم کی چشم مبارک سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا کسی نے آپ کو غضبناک کیا ہے حضور کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہیں۔ فرمایا ابھی میرے پاس جبرئیل تھے انھوں نے بیان کیا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ فرات کے کنارے قتل کیا جاویگا اسکے بعد کہا کہ کیا وہاں کی خاک آپ سونگھنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں ضرور یہ سن کر جبرئیل نے ہاتھ پھیلایا اور ایک مشت خاک لائے اور مجھ کو دی بس مجھکو آنکھوں پر قابو نہ رہا۔ اور وہ بے اختیار بہنے لگیں۔

خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کا گریہ کرنا اور عزاداران امام حسینؑ کی گریہ و بکا کی

(پیشگوئی)

فاطمہ نالہ آغاز کرد کہ حسینؑ
چہ گناہ کردہ باشد کہ در طفولیت
بر سر چنیں ظلمے برود خواجہ فرمود
کہ اے فاطمہ ایں صورت در سن کودکی
و جوانی نخواہد بود بلکہ در وقتے
واقع شود کہ نہ تو باشی و نہ من و نہ
علی و نہ برادرش حسن فاطمہ دیگر با
بخروش شد کہ اے مظلوم مادر اے شہید
مادر و اے بیکس مادر چوں تو در آں
زماں پدر و مادر نباشند کہ باشد کہ
مصیبت تو قیام نماید و شرائط تعزیت

جناب فاطمہ نے جب واقعہ شہادت کو سُنا
تو گریہ و زاری کرنے لگیں اور ارشاد کرنے لگیں
ہمارے فرزند حسینؑ نے آخر کونسا گناہ
کیا ہوگا کہ جس کی وجہ سے بچپنے میں ہی
ظلم کیا جائے گا۔ خواجہ کائنات نے
فرمایا کہ بیٹی فاطمہ یہ واقعہ (شہادت)
حسینؑ کے لڑکپن یا جوانی کے
زمانہ میں نہ ہوگا اس وقت نہ میں ہونگا
نہ علیؑ ہوں گے نہ حسنؑ اور نہ تم ہوگی
یہ سننا تھا کہ جناب سیدہ نے ایک چیخ
ماری اور فرمانے لگیں اے مظلوم مادر

تو بجا آوردی کاشکہ من زندہ بودمے تا اقامت نزاتم مصیبت تو نمودمی راوی گوید کہ ہاتفے آواز داد کہ ماتم او را مصیبت زدگاں تا آخر زماں خواہند داشت کہ ہر سال چوں آں موسم در آید کہ او را شہید کردہ باشند ایشاں تعزیت وے را تازہ گردانند و شرط مصیبت او را بجا می آرند اشک ندامت از دیدہ ببارند آہ جگر سوز از سینہ بر کشند۔ روضۃ الشہداء ۱۹۳ کانپور

اے شہید مادر اے بیکس و مضطر جب اُس زمانہ میں ماں باپ نہوں گے تو کون تعزیت کرنے والا اور صف ماتم بچھانے والا ہوگا کاشکہ میں زندہ ہوتی تو مراسم عزا قائم کرتی راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایک ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا کہ اے دختر رسول تجھ مصیبت زدہ لوگ ہوں گے جو قیامت تک حسینؑ کا ماتم کریں گے ہر سال جب وہ زمانہ آئے گا جس میں حسینؑ شہید کئے جاویں گے تو اس زمانہ میں مجلس عزا قائم کی جاوے گی ۔ اور آہ فریاد و گریہ و زاری کریں گے

بعد شہادت امام حسینؑ حضرت رسالتمآب صلعم کا بیقرار ہونا ۔ اور گریہ و بکا کرنا

عن سلمی الانصاریۃ

سلمی انصاریہ کہتی ہے کہ میں ایک

قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی
تبکی فقلت ما یبکیک قالت
رأیت الآن رسول اللہ صلعم
فی المنام وعلی راسه ولحیته
التراب وھو یبکی فقلت ما لک
یا رسول اللہ قال شھدت
قتل الحسین انفاً۔

(صحیح ترمذی ص۲۲۹ طبع نولکشور)
(صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۱۵ مطبوعہ میمنیہ مصر)
(تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ص۱۴۰ طبع
محمدی لاہور) ما ثبت من السنۃ شیخ عبد الحق
محدث دھلوی ص۲۵ طبع تیوجی کانپور)

روز ام المومنین حضرت ام سلمہ
کے پاس گئی اور وہ روتی تھیں
میں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتی ہو
جواب دیا کہ میں نے ابھی رسول
اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا ہے کہ
آپ کے سر اور داڑھی پر گرد پڑی ہوئی
تھی اور روتے تھے میں نے پوچھا
یا رسول اللہ آپکا کیا حال ہے فرمایا
ابھی حسینؑ کے قتل میں گیا تھا
(یہ واقعہ دسویں محرم کے عصر کے وقت
کا ہے)

(ب) عن ابن عباس قال
رأیت رسول اللہ صلعم فیما
یری النائم بنصف النھار وھو
قائم اشعث واغبر بیدہ قارورۃ
فیھا دم فقلت بابی انت وامی

حضرت ابن عباس سے روایت
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا کہ دوپہر وقت
آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں
اور ان پر غبار پڑا ہوا ہے

یا رسول اللہ صلعم ما هذا	ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے
الدم قال هذا دم الحسینؑ	میں نے پوچھا رسول اللہ میرے ماں
واصحابه لم ازل التقطه منذ الیوم	باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیسا خون
فاحصى ذلك الیوم فوجده	ہے فرمایا حسینؑ اور اُن کے اصحاب کا
قتل یومئذٍ	خون ہے جس کو جمع کر رہا ہوں
صحیح ترمذی ص۲۱۲ طبع نولکشور۔ مسند احمد حنبل	ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے
جلد اول بسند ابن عباس۔ دلائل النبوۃ ص۱۳۱	اس دن کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ
بیہقی استیعاب ابن عبد البر برحاشیہ اصابہ ص۳۸۰	امام حسینؑ اسی دن شہید ہوئے تھے

جلد ۱ مصر۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۹۲ طبع میمنیہ مصر۔ تاریخ الخلفا۔ اسعاف الراغبین سیوطی ص۱۳۹

طبع لاہور۔ ما ثبت من السنۃ ص۳۸ طبع کانپور۔

فرشتوں کا غم حسینؑ میں قیامت تک روتے رہنا

(الف) اخبرنا ابو نصر عن ابيه	ابو نصر اپنے والد کے اسناد سے
باسناده عن ابی اسامة عن	ابو اسامہ کی زبانی بیان کرتے
جعفر بن محمد رحمة الله علیه	ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
قال هبط على قبر الحسین بن علی	فرماتے ہیں کہ روز شہادت (مقام)

رضی اللہ عنہا یوم اصیب سبعون
الف ملک یبکون علیہ الی
یوم القیمۃ۔

قبر حسین پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے
کہ وہ قیامت تک حضرت پر گریہ و
زاری کرتے رہیں گے۔

(غنیۃ الطالبین پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی جلد دوم ص ۶۱ طبع مصر)

(ب) در مصباح القلوب
مذکور است کہ کعب الاحبار رحمۃ اللہ
علیہ روزے اہل مدینہ را از ملاحم
و فتنہا کہ در کتابہا خواندہ بود خبر
میداد — گفت بداں خدائے
کہ جان کعب بدست اوست
خواندہ ام کہ روزے کہ مردے را
(یعنی حسین ؑ را) شہید کنند گروہے
از فرشتگان بر سر روضۂ وے
بایستند و بگریند کہ ہرگز از گریہ
باز نہ ایستند و ہر شب آں دیگر
ہفتاد ہزار فرشتہ فرود آیند و
بر سر قبر زاری کنند۔ و چوں

مصباح القلوب میں ہے کہ
کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ ایک
روز اہل مدینہ کو اُس فتنہ و فساد
سے آگاہ کر رہے تھے جس کو انھوں نے
توریت میں پڑھا تھا اور یہ کہہ رہے
تھے کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے
قبضۂ قدرت میں کعب کی جان ہے کہ
میں نے کتب سابقہ (توریت) میں
پڑھا ہے کہ جس دن حسین ؑ کو اشقیا
شہید کریں گے اُس دن فرشتے
زمین مقتل و مقام مدفن پر نازل
ہوں گے اور گریہ و زاری کریں گے
اور گریہ میں برابر مشغول رہیں گے

بادا و شود بصر امیر طاعت حق باز رد ند۔
در روضۃ الشہدا الاحسین واعظ کاشفی صد طبع کانپور۔

اسکے علاوہ ہر شب جمعہ کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے حضرت کے مزار پر نازل ہوں گے اور گریہ و زاری کریں گے اور صبح ہوتے اپنی صلوٰۃ عبادت میں لپٹ جاویں گے۔

جنّات کا رونا اور نوحہ کرنا

(الف) واخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت سمعت الجن تبکی علی الحسین و تنوح
ماثبت من السنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۹ طبع کانپور۔ ص حق محرر طبع میمنیہ مصر ص۱۱ تحریر الشہادتین ص۱۲ طبع لکھنو۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسینؑ پر روتے اور نوحہ کرتے تھے۔

(ب) واخرج ثعلب فی امالیہ عن ابی حباب الکلبی قال اتیت کربلا فقلت لرجل من الاشراف

ثعلب نے امالی میں ابی حباب کلبی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کربلا میں آیا پس میں نے ایک شخص سے جو عرب کے

بما بلغني انكم تسمعون نوح الجن فقال ما ألقى أحدا الا خبّرك انه سمع ذلك۔	اشراف میں سے تھا پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ جنوں کے نوحے سنا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ تم جس سے ملو گے وہی یہ بیان کرے گا کہ ہمنے نوحہ سُنا ہے۔
اثبت من السنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ٢١ طبع کانپور۔	
(ج) واخرج ابو نعیم عن حبیب بن ثابت سمعت الجنیۃ تنوح علی الحسین وھی تقول ؎	حافظ ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جنیہ کو سنا کہ وہ امام حسینؑ پر نوحہ کرتی ہے اور کہتی ہے۔
مسح النبی جبینہ ؛ فلہ بریق فی الخدود ابواہ من علیا قریش ؛ وجدہ خیر الجدود	رسول صلعم نے انکی پیشانی کا بوسہ لیا اُن کے رخسار میں چمک ہے اُن کے باپ دادا قریش کے بزرگ ہیں اور اُن کے نانا سب سے بہتر ہیں
اخرج عن مزیدۃ عن جابر الحضرمی عن امہ قالت سمعت الجن تنوح علی الحسین وھی تقول ؎۔	جابر حضرمی اپنی ماں کے ذریعہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے ایک جن کو سنا کہ وہ امام حسینؑ پر نوحہ کر رہا ہے اور کہتا ہے ؎
لعی حسین ھبلا کان حسینا جبلا	

تحریر الشہادتین ص۱۲ و ص۹
طبع لکھنو۔

(د) ——— فلما رحلوا من تکریت واتوا علی وادی النخلة فسمعوا بکاء الجن وهن یلطمن خدودهن ویقلن شعراً ——— فقالت ام کلثوم من انت یرحمك الله تعالیٰ قال انا ملك الجن اتیت انا وقومی بنصرة الحسینؑ و وجدناه مقتولاً فلما سمع الجیش ذلك تیقنوا بکونهم من اهل النار۔

ینابیع المودة جلد دوم
شیخ الاسلام قندوزی
ص۳۵۱ و ص۳۵۲ طبع قسطنطنیہ

حسینؑ کی سُنائی سنا رہا ہوں جو غمگین تھے و صبر کے پہاڑ تھے۔

جب فوج یزید اہلبیت کو اسیر کر کے دمشق کیطرف منزل بمنزل جارہی تھی اور مقام تکریت سے کوچ کر کے وادی النخلہ میں پہونچی تو ان لوگوں نے جنات کو روتے ہوئے سنا اس حالت میں کہ جن اپنے رخسار پر دو ہتڑ مار رہے تھے اور یہ نوحہ پڑھ رہے تھے۔ ....

جب حضرت ام کلثوم نے سُنا تو فرمایا کہ خدا تمپر رحم کرے کون ہو؟ جواب ملا کہ میں قوم جن کا بادشاہ ہوں میں مع جنات کی فوج کے امام حسینؑ کی مدد کے لئے آیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم دیر میں پہونچے اور حضرت شہید ہو گئے۔ جب فوج یزید نے

تو اس وقت اُن کو یقین ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

زمین اور آسمان کا غم حسینؑ میں رونا اور اظہار غم کرنا

(الف) اخرج الثعلبي عن السدي قال لما قتل الحسين بن علي بكت عليه السماء وبكاؤها حمرتها وحكى ابن سيرين ان الحمرة لم ترقبل قتله وعن سليم القاضي قال مطرنا السماء دما ايام قتله۔ وقال علي لم تبك السماء والارض الا على يحيى بن زكريا وعلى حسين ابني وعن كثير بن شهاب الحارثي قال بينا نحن جلوس عند علي في الرحبة اذ طلع الحسين قال لقد ان الله ذكر قوما بقوله فما بكت عليهم السماء والارض والذي فلق الحبة وبرأ النسمة

امام ثعلبی نے سدی سے روایت کیا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو حضرت پر آسمان رویا اور اُس کا رونا آسمان کی سرخی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ آسمان کی سرخی قبل شہادت امام حسینؑ نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ قاضی سلیم کہتے ہیں شہادت امام کے ایام میں آسمان سے خون برسا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ زمین اور آسمان نہیں روئے سوائے حضرت یحییٰ اور میرے فرزند حسینؑ پر۔ کثیر بن شہاب الحارثی بیان کرتے ہیں کہ مقام رحبہ میں ہم لوگ حضرت علیؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں امام

يقتلن بهل واتبكين عليها السماء
والارض عن ابن عباس قال
ان يوم قتل الحسين قطرت السماء
دما وان هذه الحمرة التي ترى
في السماء ظهرت يوم قتله ولم تر
قبله وان ايام قتله لم يرفع
حجر في الدنيا الا وجد تحته
دم -
ينابيع المودة قندوزی جلد دوم
ص۵۱ ، ص۳۵۷ طبع قسطنطنیہ

حسینؑ نظر پڑے تو امیر المومنین نے
فرمایا کہ خداوند عالم نے اس آیت
فما بکت علیہم السماء والارض
میں کچھ لوگوں کا ذکر کیا ہے قسم ہے
اسکی جس نے دانوں کو اگا کر پیدا کیا
کہ یہ میرا فرزند قتل کیا جائیگا
اور اس پر آسمان اور زمین روئیں گے
ابن عباس کہتے ہیں کہ جس دن امام
حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خون
ٹپکا اور یہ آسمان کی سرخی جو دکھائی
دیتی ہے اسی دن سے ظاہر ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں نظر آتی تھی
اور ان دنوں جب حضرت شہید ہوئے ہیں دنیا میں زمین سے کوئی پتھر نہیں
اٹھایا جاتا تھا مگر اسکے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔

(ب) عن نضرة الازدية انها
قالت لما قتل الحسين بن علی امطرت
السماء دما فاصبحنا وحبابنا
وجرارنا مملوءة دما۔ دخهر

نضرہ ازدیہ کہتی ہیں کہ جب امام
حسینؑ قتل ہوئے تو آسمان سے خون
برسا۔ ہم لوگوں نے اس حالت میں
صبح کی تھی کہ ہمارے تمام گھڑے۔

يوم قتله من الآيات ايضاً
ان السماء اسودت اسوادا
عظيما حتى رئيت النجوم نهارا
ولم يرفع حجر الا وجد تحته دم
عبيط وان السماء احمرت
لقتله وانكسفت الشمس حتى بدت
الكواكب نصف النهار وظن
الناس ان القيامة قد قامت
وان السماء مكثت بعد قتله
سبعة ايام ترى على الحيطان
كانها ملاحف معصفرة من
شدة حمرتها وضربت الكواكب
بعضها بعضا ونقل ابن الجوزي
عن ابن سيرين ان الدنيا
اظلمت ثلاثة ايام ثم ظهرت
الحمرة في السماء وقال ابو سعيد
ما رفع حجر من الدنيا الا وتحته

ملے خون سے بھر گئے تھے اور
شہادت کے دن بہت سی نشانیاں
ظاہر ہوئیں آسمان بالکل سیاہ
ہو گیا۔ کہنا تو یہ اندھیاری کی وجہ
دن کو تارے دکھلائی دیے۔ کوئی
پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا۔ مگر اسکے
نیچے خون تازہ ملتا تھا۔ آسمان
حضرت کی شہادت کی وجہ سے
بالکل سرخ ہو گیا سورج کو گہن
لگ گیا۔ یہاں تک کہ دن دوپہر
تارے دکھلائی دیے لوگوں نے
خیال کیا کہ قیامت آگئی اور آسمان
سات دن تک بالکل سرخ ہو گیا
دیواروں پر دھوپ کی سرخی ایسی
معلوم ہوتی تھی جیسے کسم کی گہری
رنگی ہوئی چادریں ہیں۔ تارے
آپس میں ٹکرا رہے تھے۔ علامہ ابن جوزی

دم عبيطا ولقد طرت السماء
وما بقي اثره في الثياب مدة
حتى تقطعت واخرج الثعلبي
ان السماء بكت وبكاؤها حمرتها
وقال غيره احمرت آفاق السماء
ستة اشهر بعد قتله ثم لا زالت
الحمرة ترى بعد ذلك وان ابن
سيرين قال اخبرنا ان الحمرة التي
مع الشفق لم تكن قبل قتل الحسين
وذكر ابن سعد ان هذه
الحمرة لم تر في السماء قبل
قتله وقال ابن الجوزي حكمته
ان غضبنا يؤثر حمرة الوجه
والحق تنزه عن الجسمية
فاظهر تاثير غضبه على من
قتل الحسين بحمرة الافق
اظهارا لعظم الجناية

ابن سیرین سے نقل کرتے ہیں کہ بعد
شہادت حسین دنیا تین دن تک
اندھیری رہی اسکے بعد آسمان
سرخ ہوا ابو سعید کہتے ہیں دنیا
میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا لیکن
اسکے نیچے تازہ خون تھا اور آسمان سے
خون کی بارش ہوئی یہاں تک کہ
سرخی کا اثر کپڑوں پر مدت تک
باقی رہا۔ اور سرخی نہ چھوٹی سوائے
اسکے کہ کاٹ ڈالا گیا۔ امام ثعلبی نے
روایت کی ہے کہ آسمان رویا اور
اس کا رونا اسکی سرخی ہے۔ اور
دوسرے لوگوں نے روایت کی کہ
کہ آسمان کے کنارے اشدت کیا تھا
چھ ماہ تک بعد شہادت سرخ رہے
اسکے بعد بھی سرخی مٹی نہیں بلکہ
بعد کو بھی دکھلائی دیتی ہے اس

صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۱۱۶ (طبع میمنیہ مصر)

سیرین کہتے ہیں کہ ہمکو یہ خبر پہونچی ہے کہ شفق کی سُرخی قبل شہادت حسینؑ نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ سُرخی قبل شہادت امام آسمان پر نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ غصہ کی وجہ سے چہرہ سُرخ ہوجاتا ہے اور خدا کی ذات جسم و جسمانیت سے بری ہے اس لئے اُس نے امام حسینؑ کے قتل میں اپنے غیظ و غضب کا اظہار آسمان کے کناروں کے سُرخ ہونے سے کیا تاکہ اس سے یہ ظاہر ہوجائے کہ اُمت نے بہت بڑا گناہ کیا۔

(ج) ولما قتل الحسینؑ مکثت الدنیا سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب بعضها بعضاً وکان قتلہ یوم عاشورا وکسفت الشمس ذلک الیوم واحمرت آفاق السماء ستۃ اشھر بعد قتلہ ثم لا زالت الحمرۃ تری فیها بعد ذلک

اور جب امام حسینؑ شہید ہوگئے تو سات دن تک دنیا روئی اور آفتاب دیواروں پر ایسا تھا (یعنی دھوپ) جیسے کسم کی رنگی ہوئی چادریں اور ستارے آپس میں ٹکرائے تھے اور حضرت روز عاشور شہید ہوئے اور اسی روز سُورج کو گہن لگا۔ اور بعد شہادت چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سُرخ

الیوم ولم تکن قبلہا قبلہا۔ (ما ثبت بالسنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲۰ ۲۱ مطبوعہ کانپور) یعنی پھر اُس روز سے ہمیشہ سُرخی دکھائی دیتی ہے اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آتی تھی۔ آسمان کے رونے کا ذکر تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۶ صفحہ ۳۱ مصر اور تفسیر فتح البیان جلد ۸ ص ۳۳۶ طبع مصر میں بھی ہے

اولیاء عظام و صوفیائے کرام کا غم حسینؑ میں رونا

وقال الزہری لما بلغ الحسن البصری خبر قتل الحسین بکی حتی اختلج صدغاہ ثم قال اذل اللہ امۃ قتلت ابن نبیہا۔ (نابیع المودۃ جلد ۲ ص ۳۲) زہری کہتے ہیں کہ جب خواجہ حسن بصری کو امام حسینؑ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو اسقدر روئے کہ اُن کی کنپٹیاں شدت گریہ میں پھڑکنے لگیں۔ کہنے لگے کہ خدا اس امت کو ذلیل کرے کہ اُس نے اپنے نبی کے نواسے کو شہید کیا۔

شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے رونے کا تذکرہ اوپر کسی مقام پر روضۃ الشہدا ملا حسین واعظ کاشفی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے۔

شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر، مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی، خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز، سید عبد الرزاق انسوی، وغیرہم کا ایام عزا میں رونا اور مجالس عزا برپا کرنے کا تذکرہ "غم حسین" کے حوالے سے اوپر لکھ چکا ہوں۔ اُن کے علاوہ اور بہت سے اولیاء اللہ ہیں جو امام حسینؑ پر گریہ وزاری کرتے اور عشرہ محرم کو ایام عزا سمجھتے تھے۔

خواجہ منصور صفہانی، مقتدائے جہان خواجہ علی غزنوی حنفی، مجد الدین ہمدانی، شیخ ابو الفتوح نصر آبادی، خواجہ محمود حدادی حنفی۔ خواجہ امام شرف الائمہ، ابو نصر سنجانی، خواجہ تاج اشعری نیشاپوری، شیخ احمد شیبانی رحمہم اللہ، اخبار الاخیار محدث دہلوی وکتاب نقض بعض فضائح ملا عبد الجلیل رازی۔

ائمہ اسلام و علمائے کرام کا غم حسینؑ میں مرثیہ کہنا

امام شافعی نے امام حسینؑ کا مرثیہ کہا ہے۔ دیکھو ینابیع المودۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۲، ۳۵۶، معراج الاصول حافظ

جمال الدین الزرندی المدنی۔

امام شرف الدین محمد البوصیری نے بھی مرثیہ کہا ہے جو ہمزیہ کے نام سے مشہور ہے۔

جواہر العقدین امام سمہودی۔ الحسین جلال الحسینی صفحہ ۲۲۳ طبع مصر۔ علامہ عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی نے بھی مرثیہ کہا ہے الحسین جلال الحسینی ۲۳۲ طبع مصر۔

علامہ محمد بن عقیل المصری نے مرثیہ کہا ہے الحسین جلال الحسینی صفحہ ۱۷۵ طبع مصر۔

امام حسینؑ کا مرثیہ کہنے والا مجاہدین کربلا میں شمار ہونا

و نقل سبط ابن الجوزی ان ابن الهبارية الشاعر اجتاز بكربلا فجعل يبكي على الحسين و اهله رضي الله عنهم و انشد شعرا ثم نام في مكانه فرأى النبي صلعم في المنام فقال له

علامہ سبط ابن الجوزی اپنے تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں کہ ابن ہباریہ شاعر کا گذر جب کربلا سے ہوا تو امام حسینؑ کی مصیبت پر رونے لگا اور یہ مرثیہ کہا اس کے بعد سو گیا اور خواب میں حضرت سرور عالم

جزاک اللہ خیراً التبرنا ان اللہ قد کتبک من جاهد بین یدی ابنی الحسین

ینابیع المودۃ جلد دوم ص ۳۳۲ طبع قسطنطنیہ

کو دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں خدا تجھے نیک بدلہ دے تجھ کو بشارت ہو کہ اسکے عوض میں خدا نے تجھے مجاہدین کربلا کے گروہ میں قرار دیا ہے

خاتم العلماء عزیز المفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مصنف تحفہ اثنا عشریہ کا مجلس کرنا اور سلام اور مرثیوں کو سنکر رونا اور انکو باعث ثواب سمجھنا

مولانا شاہ محمد فخر عالم صاحب سجادہ نشین خانقاہ دھا گلپور نے اپنے قدیمی کتابوں اور خطوں کے ذخیرہ میں سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا ایک پرانا مکتوب عزاداری اور مجالس کے متعلق حاصل کر کے مجلہ علمیہ معارف بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء آثار علمیہ و ادبیہ کے تحت میں شائع کر دیا ہے۔ اس خط کے متعلق مولانا شاہ فخر عالم صاحب تحریر فرماتے ہیں

"یوں تو مراسلہ نگار کی ذات ہی اس قابل ہے کہ جو کچھ بھی آپ کی تصنیف و تالیف کا مل جائے تو ہم لوگوں کے لئے باعث صد نازش ہے۔ چہ جائیکہ ایسے موضوع پر کہ جس کے عمل کی وجہ سے صوفیائے کرام کا گروہ ہدف ملامت ہوتا آرہا ہے آپ جیسے مقدس تبحر فاضل و محدث کا لکھا ہوا خط جس میں وہ اپنے عمل اور معمولات کو ظاہر کرتے ہیں کیوں نہ قابل قدر اور لائق عمل ہو"

نقل خط حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ بنام احمد یار خاں ساکن گشن گنج کھسگرا۔

از فقیر عبد العزیز۔ بعد سلام
مسنون مکشوف ضمیر ذکا تخمیر باد
کہ عنایت نامہ سامی بار دیگر در
مقدمہ مرثیہ خوانی وغیرہ وصول
نمودہ۔ آنچہ دریں باب معمول
فقیر است می نویسد ازہمیں جا
قیاس باید کرد۔ در تمام سال
دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود

حقیر عبد العزیز کی طرف سے
بعد سلام مسنون کے واضح رائے
عالی ہو کہ جناب کا گرامی نامہ دوسری
مرتبہ مرثیہ خوانی وغیرہ کے متعلق
موصول ہوا اس بارے میں فقیر کا
جو کچھ معمول ہے اُسے لکھا جاتا ہے
اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں
پورے سال میں فقیر خانہ پر دو مجلس

یکے مجلس ذکر وفات شریف دوم
مجلس ذکر شہادت
امام حسینؑ علیہ السلام در دہم
روز عاشورا یا یک روز دو روز
پیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد
کس بلکہ گاہے قریب ہزار کس فراہم
می آیند و درود میخوانند
بعد ازاں کہ فقیر بر آید و می نشیند
ذکر فضائل حسنین علیہما السلام کہ
در حدیث شریف وارد شدہ در
بیان می آید و آنچہ در احادیث
اخبار شہادت ایں بزرگان و
بدحالی قاتلان ایشان وارد شدہ
نیز مذکور میشود بایں تقریب بعضے
شدائد کہ بر جناب ایشان گزشتہ
اند در ضمن احادیث معتبر بیان
کردہ میشود و ہم دریں ضمن مرثیہ ہائے

منعقد ہوتی ہیں ایک ذکر وفات
شریف کی مجلس دوسرے شہادت
امام حسین علیہ السلام کے ذکر کی
مجلس جو عاشورہ کے دن یا اس
سے دو ایک دن پہلے چار سو
پانچسو اور کبھی کبھی ہزار کے قریب
لوگ جمع ہوتے ہیں اور درود پڑھتے
ہیں اور جب فقیر باہر آتا ہے اور
بیٹھتا ہے تو امام حسینؑ کے وہ
فضائل جو احادیث میں مذکور ہیں
بیان کئے جاتے ہیں ان بزرگوں
کی شہادت کے متعلق اور ان کے
قاتلوں کی بد انجامی کے متعلق جو
کچھ اخبار و احادیث میں ہے وہ
بھی بیان کیا جاتا ہے اس سلسلہ
میں ان شدائد و مصائب کا
بھی تذکرہ ہو جاتا ہے جو احادیث

کہ از مردم غیر یعنی جن و پری
حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ
شنیدند. میشود ابتدا آن
ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بہ
ما حضر فاتحہ نمودہ می آیند درین
وقت اگر شخصے خوش الحان سلام
بخواند یا مرثیہ مشروع شروع میکند
اتفاق شنیدن میشود و ظاہر است
کہ درین اکثر حضار مجلس را و این فقیر را
ہم رقت و بکا لاحق میشود پس اگر
این چیز با نزد فقیر بہمین وضع جائز
نمی بود اقدام بر آن اصلا نمی کرد
و آنچہ امور دیگر نا مشروع است تا
حاجت بیان ندارد و امام شافعی
بفرماید ؎
لو کان رفضاً حب آل محمد
فلیشہد الثقلان انی رافضی

معتبرہ کی رو سے آپ حضرات
برگزیدہ ہیں اور وہ مرثیے
بھی پڑھے جاتے ہیں جنھیں
حضرت امّ سلمہ اور دوسرے
صحابیوں نے جنوں اور
پریوں سے سنا ہے اسکے
بعد ختم قرآن اور پنجسورہ پڑھا جاتا ہے
اور ما حضر پر فاتحہ دیا جاتا ہے
اسوقت میں اگر کوئی خوش الحان شخص
سلام یا مرثیہ مشروع پڑھنا
شروع کرتا ہے تو اس کے
سننے کا اتفاق ہوتا ہے اور
ظاہر ہے کہ اس حالت میں اکثر
حاضرین مجلس اور خود فقیر پر
گریہ و بکا طاری ہوجاتا ہے. اگر
یہ چیزیں فقیر کے نزدیک اسی
طریقہ سے جائز نہ ہوتیں تو کبھی

زیادہ بجز توفیق حسنات چہ   ان پر اقدام نہ کرنا اور دوسرے
برنگارد   جو غیر شرعی امور ہیں اُن کے
بیان کی حاجت نہیں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں ۔ اگر آل محمدؐ کی
دوستی کا نام رفض ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں رفضی ہوں

فقط

مُہر

۱۱۸۹
ھوالعزیز الولی الرحیم

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا یہ خط انکی فقہ کی کتاب موسومہ
فتاوی عزیزیہ جلد اول ص۱۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ میں
بھی موجود ہے۔ لیکن ہم نے دار المصنفین اعظم گڈھ کے ارگن رسالہ
معارف (جو زیر ادارت علامہ سید سلیمان ندوی نکلتا ہے) کے
حوالہ سے اس لئے لکھا ہے تاکہ اس تبرکاً ابقعہ کے مہتم بالشان ہونے
میں کسی قسم کا شک نہ رہے۔

عزاداری آثار اسلام میں سے ہے اور اس سے فوائد دینی
حاصل ہوتے ہیں، تعزیہ و امام باڑہ کی تعظیم ضروری ہے
مصنف کتاب معرکہ آرا (یہ کتاب شیعوں کی رد میں ہے) جناب مولانا

سلامت علی خان طبیب ولد شیخ محمد عجیب المعروف بہ حذاقت خان دہلوی ثم بنارسی جو ارشد تلامذہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ہیں اور جن کا شمار افاضل متکلمین اہلسنت میں ہے۔ اپنی کتاب تبصرۃ الایمان (یہ کتاب بھی شیعوں کی رد میں ہے) کے ص۲۴۰ میں تعزیہ داری کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

بعد الحمد کہ آں از آثار اسلام	خدا کا شکر ہے کہ تعزیہ داری
وعالمے بوجوہات کثیرہ از آں	آثار اسلام میں سے ہے اور
بہرہ اندوز و فوائد دینی از آں	ایک عالم بہت سی وجہوں سے
حاصل ست۔	بہرہ اندوز ہے اور اس سے دینی
	فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اس عبارت کے بعد امام باڑہ اور تعزیہ کی تعظیم کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں۔

و شک نیست درآں کہ اماکن	اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ
نقل تربت شریف بعد مرتب شدن	امام باڑہ تعزیہ اور تربت اور ضریح
لائق تعظیم ست بالضرور و ادب	وغیرہ بننے اور مرتب ہونے کے بعد
آں شایان ایمان۔	ضروری و لازمی تعظیم کے لائق
تبصرۃ الایمان ص۲۴۰	ہیں اور ان چیزوں کی تعظیم اور

مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۲۳۶ھ ادب کرنا اہل ایمان کے شایان شان ہے۔

علمائے صالحین نے تعزیہ داری کی ترویج کے لیے فتویٰ دیا ہے اور محی السنتہ اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند تعزیہ داری کا کبھی مزاحم نہیں ہوا

مولوی صوفی سید محمد عبد اللہ علم کانپوری اپنی مرتبہ مشہور عالم علمی جنتری سنہ ۱۹۳۱ء صفحہ ۴۲ پر سلسلہ جواز تعزیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہندوستان مین تعزیہ داری اُس زمانہ سے رائج ہے جس زمانہ میں علمائے دین کا عروج تھا اور وہ اسکے خارج و مزاحم نہ تھے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر جس کی شرعی ہیبت اور پابندی دین کا ڈنکا بج رہا تھا وہ بھی کبھی تعزیہ داری کا مزاحم نہیں ہوا بلکہ اُس زمانہ کے عالمان دین نے اسکے جواز کا فتویٰ دیدیا تھا۔ اور وہ اُن کی تعظیم کرتے رہے جس کا ثبوت یہ ہے۔

علمائے صالحین این عصر علمائے صالحین نصاحموذنگورہ

دراہم مذکورہ از شعائر اسلام تصور فرمودہ قطعاً فتوی بجائے ترویج و قیام آں دادہ اند	تعزیہ داری کو شعائر اسلام میں شمار کر کے اسکے جاری اور قائم کرنے کا قطعی فتوی دیدیا ہے۔

(از رسالہ ازالۃ الاوہام مولوی عبد الرزاق نبیرہ مولوی عبد العلی رحم)

پس ازیں عصر در زماں علمائے صالحین بترویج و قیام تعزیہ امام معلوم کردہ اند بجا و درست و ترویج آں موجب ثواب و اجر عظیم است۔	علمائے صالحین نے تعزیہ داری کے جاری رکھنے اور قائم کرنیکا جو حکم دیا ہے یہ بالکل بجا و درست ہے اور باعث ثواب و اجر عظیم ہے

تعزیہ وغیرہ بنانا ادلہ شرعیہ سے جائز ہے بدعت نہیں

متاخرین علمائے ہند میں قدوۃ المحققین مولانا حافظ شاہ محمد فائق صاحب حنفی ہانسوی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ مولانا ایک زبردست محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ نے جواز تعزیہ داری میں ایک محققانہ اور مدلل رسالہ تحریر فرمایا ہے

جس سے آپ کی قوت استدلال و استنباط کا پتہ چلتا ہے۔ اس رسالہ کا نام "جواز التعزیۃ من الادلۃ الشرعیۃ" ہے۔ "دافع الزام" کے نام سے مشہور ہے یہ رسالہ ۱۳۲۳ھ میں مطبع عصر جدید میرٹھ میں چھپا ہے۔ مطبوعہ رسالہ مجھکو مولانا مرحوم کے پوتے اور جانشین جناب مولانا حافظ شاہ عبد القادر صاحب ہنسوی ادام اللہ فیوضہ نے عطا فرمایا ہے۔

اس رسالہ کی توثیق مولانا عبد القادر صاحب نے فرمائی ہے جو اس مقام پر درج ہے۔

توثیق

رسالہ انیقہ دافع الزام اعنی "جواز التعزیۃ من الادلۃ الشرعیۃ" میرے جدامجد حضرت مولانا و بالفضل اولٰنا مرشدنا حافظنا شاہ سید محمد فائق علیہ صاحب واسطی نظامی نیازی قدس سرہ کی مبارک تصنیف ہے جو مطبع میرٹھ میں چھپ ایا گئے جناب راؤ محبوب علی خاں صاحب سابق میں حسب حکم چھپی ہے للہ الحمد کہ اب دوبارہ شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ بالکل

ؒ مولانا کی یہ تصانیف بہت مشہور ہیں (۱) تحقیق الحق فی الوجود المطلق۔

تصحیح ہے اور اصل نسخہ مصنف قدس سرہ سے بالکل مطابق ہے۔

فقط ۱۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۶ھ

فقیر سید عبد القادر نیازی نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل لنا
ذرائع حصول المواہب والتوسل
وسیلۃ لنیل الدرجات وجعل لنا طرق
حصول النجاۃ بالاقتباسات
الحاکیات عن اللہ تعالی.
علی خیر خلقہ محمد صلی اللہ واصحابہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کر یہ
رسالہ جواز تعزیہ میں ہے دلائل شرعی
سے یہ جاننا چاہیے کہ اہل علم
اس بات کو جانتے ہیں کہ ہر شئے کے
جواز و عدم جواز کا ثبوت ادلہ
اربعہ شرعیہ پر موقوف ہے اولہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) (۲) تحقیق الخالق فی تخلیق الخلائق (۳) تحقیق السماع (۴) تحقیق العبث (۵) تحقیق ثقلین فی دفع نزاع اثنا عشرین (۶) اظہار الحق (۷) تائید الاسلام بجواب ترک اسلام (۸) تنبیہ المنکرین (۹) کاشف الاسرار (۱۰) ہدایت الاسلام فی حق من ترک السلام و الکلام (۱۱) کما یقول یقال (۱۲) علم الکونین فی حل ثقلین۔ یہ سب کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

خصوصاً علی من له حاجة من اهل البلد
وعترته ماجد فهذا رسالة
فی جواز التعزیة من الادلة الشرعیة
اعلم ان جمیع الاشیاء یثبت احکامها
من الادلة الاربعة الشرعیة
اولها القران ثم الحدیث ثم
الاجماع فبعده القیاس اما
القران فلا یوجد فیه ممانعة
التعزیة ولا فی الحدیث ایضا
واما الاجماع فان کان باتفاق
الالوف من اتباع شخص واحد
وهو یقول انه لیس بجائز فمن
کان اتباعه یقول کلهم
کما یقال المتبوع باتباعه فهذا
لیس باجماع لان قولهم جمیعا
هو قول واحد للمتبوع فمثل هذا
الاجماع غیر مقبول عند اهل

قرآن دوسرے حدیث تیسرے اجماع
چوتھے قیاس قرآن میں تعزیہ کی
ممانعت نہیں حدیث میں اس کی
ممانعت نہیں رسول اللہ صلعم نے
بطور پیشین گوئی کے قیامت تک
کا حال بیان فرمایا ہے اس میں اسکا
کچھ ذکر نہیں کیا خلفاء راشدین نے
اسکو منع نہیں کیا۔ جامع احادیث
صحاح ستہ نے اسکو منع نہیں کیا
امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام
احمد بن حنبل جو تمام مسائل جزئیہ کو
اخذ و استنباط کرنے والے ہیں اور
تمام مسلمان انھیں حضرات کے
مقلد ہیں ان میں سے کسی نے منع
نہیں کیا الغرض ادلہ اربع سے
نہ تو قرآن سے اس تعزیہ کی ممانعت
نہ حدیث سے اب رہا اجماع اند

العلم وان كان الوجه الا لاين
في عقيدة واحدة وكل واحد
يقول انه ليس بجائز فهذا المجموع
من الاقوال ليس باجماع لانهم
لتشاركهم في المشرب تمالى احد
يقول كلهم جميعا لا محالة فهذا
ايضا ليس باجماع ليعتمد عليه
واما الاجماع فهو في الحقيقة ان
يكون كل واحد من اهل العلم
محققا ولا يكون احد عنه متبعا
للغير ولا يكونون في مسلك
واحد ويتحد كل واحد على
اصول العلم في حجية غير مجلوبة
عليها فكان احكام مستنبطهم
من الدلائل متفقا جميعا كلها
فهذا الاجماع مقبول عند المحققين
وذلك الاجماع لم يوجد في علم

قیاس اجماع کا یہ حال ہے کہ ایک
مقتدا کے اگر ہزاروں تبع ہوں
تو جو اس مقتدا کی زبان سے نکلتا ہے
جتنے اسکے تبع ہوتے ہیں سب کے
سب اسی کی سی کہنے لگتے ہیں پس
ان کثیر تبعین کا باہم ہم زبان
ہونا اجماع نہیں یہ تو ایک شخص
کے قول کی پیروی ہے اسیطرح
ہزار با اشخاص جو ہم مشرب اور
ہم عقیدہ ہوتے ہیں اور بوجہ ہمخیال
ہونے کے ان سب کی رایوں کا مجموعہ
بہیئت کذائی حقیقۃ ایک رائے
ہے پس یہ بھی اجماع نہیں اور تو رع
کے ناجائز کہنے والے جتنے دیکھے
جاتے ہیں یا تو ایک مقتدا کی پیروی
کرنے والے ہیں یا بوجہ ہم مشرب ہونے
کے جو ایک کا خیال ہوتا ہے وہی

جواز التعزية اصلا وما
يوجد من الاجماع في عدم
جواز التعزية فهو امّا اقوال
المتبعين بقول مقتداهم او
اقوال الذين يكون مسلكهم
واحدًا فما هو قول واحد يقول
كلهم مثله وكلاهما من اجماعين
غير مقبول عند المحققين لعدم
التحقيق فيهما فلما ظهر من هذا
البيان ان عدم جواز التعزية
لم يثبت من القرآن ولا من
الحديث ولا بالاجماع فبقي من
الادلة الاربعة دليل واحد
وهو القياس ولابد له من نظير
في القرآن او في الحديث فبعد
التتبع والاستقراء فيهما لم
يوجد نظير عدم جواز التعزية

اُن سب کا خیال ہوتا ہے پس یہ
بھی اجماع قابل اعتبار نہیں حقیقۃ
اجماع یہ ہے کہ ہر ذی علم جو کسی کا
متبع ہو کر حکم نہیں لگاتا یا بوجہ ہم مشرب
ہونے کے ایک دوسرے کی سی نہیں
کہتا بلکہ موافق اصول اور قواعد علمی
کے اپنے اپنے دلائل اور قرآن سے
کسی امر جزئی پر کوئی حکم لگائے اور
بر حسب اتفاق اُن سب کے احکام ایک
دوسرے کے متفق ہو جاویں حقیقۃ
یہ اجماع ہے اور تعزیہ کے عدم جواز
میں اس قسم کا اجماع پایا نہیں جاتا
پس اس اجماع سے بھی تعزیہ کا
عدم جواز ثابت نہوا غرض کہ نہ تو
قرآن سے تعزیہ کا عدم جواز ثابت
ہوا نہ حدیث سے نہ اجماع سے
اب رہا قیاس قیاس کے لئے

في القرآن ولا في الحديث بل
خلافه يوجد نظير جواز التعزية
في القرآن والحديث التنبيه هو
كما ان المساجد المختلفة الاشكال
نقل العمارة الكعبة الشريفة هكذا
التعزية المختلفة الاشكال
نقل العمارة روضة سيد الشهداء
عليه السلام فكما بناء المسجد جائز
شرعا هكذا بناء التعزية جائز
قياسا بل من الحديث ايضا
وهو ما روي عن ابن عباس
قال فان كنت لابد فاعلا
فاصنع الشجر وما لا روح فيه
والظاهر ان التعزية غير ذي
روح لانه نقل من روضة سيد
الشهداء عليه السلام وله عمارة
ليس له حس ولا روح فثبت جواز

قرآن اور حدیث میں اسکی
نظیر کا ہونا ضروری ہے تاکہ جو
حکم مقیس علیہ میں ہو وہی مقیس میں بھی ہو
اس مقیس تعزیہ کے عدم جواز کیلئے قرآن
اور حدیث میں کوئی نظیر نہیں ملتی تاکہ
عدم جواز کا حکم لگایا جائے بلکہ اسکے خلاف
کی نظیر موجود ہے وہ یہ کہ تمام مختلف صورتوں کی
مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہیں دلیل اور
ثبوت اسکا یہ ہے کہ جس طرح خانہ
کعبہ کو خانہ خدا کہتے ہیں اسیطرح
ان مسجدوں کو خانہ خدا کہتے ہیں
اور جو شرائط آداب خانہ کعبہ کے
لئے ہیں وہی شرائط آداب خانہ کعبہ
کے لئے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ
یہ مسجدیں حقیقۃ خانہ کعبہ کی نقل ہیں
پس جسطرح ان مختلف صورتوں کی
مسجد خانہ کعبہ کی نقل ہیں جو ایک عمارت ہے اسیطرح

بناء التعزية من الحديث
والقياس كليهما والامر
المتفق عليه ان ما ثبت من
القرآن او الحديث او بالاجماع
او بالقياس لا يقال له بدعة
سيئة عليه جهالة عن الاصول
فمن اشتهر في الاشتهار ان التعزية
بدعة وكل بدعة ضلالة فهو
خطاء وليس هذا الا تعصبًا
وخدعة للعوام ليترك الناس
بناء التعزية والاسباب الخير
بجعلنها فان قلت ما تقول
ان بناء التعزية غير جائز
وانما تمنع بنائه لاختلاط
الامور غير الشرعية فيها قلت
ان للملازمة جائز شرعًا ومن
كان ملازمًا باخذ الرشوة

مختلف صورتوں کے تعزیے حضرت
سید الشہدا علیہ السلام کے روضۂ
متبرکہ کی نقل ہیں جو ایک عمارت ہے
اور جس طرح ان مسجدوں کا بنانا
شرعاً جائز ہے اسی طرح ان تعزیوں کا
بنانا باعتبار حکم مقیس علیہ کے شرعاً
جائز ہوا بلکہ موافق اس روایت کے
جو ابن عباس سے مروی ہے۔
قال فان کنت لا بد فاعلاً
فاصنع الشجر وما لا روح فیہ
یعنی اگر کسی چیز کی تصویر بنانا ضروری
سمجھے تو درخت کی یا ایسی چیز کی تصویر
بنا کہ جس میں روح نہیں ہوتی
اور یہ ظاہر ہے کہ تعزیہ ذی روح
نہیں پس اس حدیث سے بھی
تعزیہ بنانے کا ثبوت ہوا جب
ان چاروں ادلۂ شرعیہ سے تعزیہ کا

وهو حرام فيمنع عن الملازمة او عن اخذ الرشوة
والوكالة شرعاً جائز وما يتصرف فيها
من عنده فهو غير جائز فيمنع عن
الوكالة او عن التصرف من عنده و
المرافعة عند الحاكم للتصفية
جائز واثبات الدعوى من الدلائل
الغير الواقعة ممنوع فيمنع عن
المرافعة واثبات الدعوى
من الدلائل الغير الواقعة ممنوع
فيمنع عن المرافعة او عن ثبوت الدعوى
عن الدلائل الغير الواقعة والاشعار
عند الشرع جائز والكذب فيه
ممنوع فيمنع من الشهادة او عن البيان
خلاف الواقع والتجارة مشروع
والخدع فيها ممنوع فيمنع عن التجارة
او عن الخدع فيها الصلوة
والصوم فرض والرياء فيهما

عدم جواز ثابت نہوا بلکہ برعکس
اسکے قیاس اور حدیث سے اس
تعزیہ کے بنانے کا جواز نکلتا ہے
تو اب جو صاحب تعزیہ کے عدم جواز
کا حکم کرتے ہیں یہ حکم طبعی اور اپنے
نفس کا ہے حکم شرعی نہیں جو دوسروں
پر حجت ہو اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے
جو امر قرآن اور حدیث اور اجماع
اور قیاس سے ثابت ہو وہ امر
شرعی ہے اسکو بدعت نہیں کہتے جب
تعزیہ بنانے کا ثبوت حدیث اور
قیاس شرعی سے ثابت ہوا تو اسکو
بدعت کہنا جہالت اور بے علمی
ہے بس بعض بزرگوں نے اشتہار
میں جو اس تعزیہ کو بدعت کہہ کر
کل بدعة ضلالة وغیرہ کا
مصداق بنایا ہے یہ بالکل غلط ہے

ممنوع فیمنع عن الصلوة والصوم
او عن الریاء والوعظ او اصلاح
امر ضروری وتحصیل الدنیا
بحیلته ممنوع فیمنع عن الوعظ
والنصیحة او عن جعلها سبیلة
المعاش والبدعة افضل لانه حجب
الوصول الی الله وجعله الدهر
لاکتساب الدنیا او لاظهار
شیخوخته فیها ممنوع فیمنع عن
البدعة او عن جعله ذریعةً
للمعاش والتفاخر فکما فی
جمیع الامور المذکورة یمنع النهی
فیها لا اصلها فکذالک یمنع
فی التعزیة الذی فیها من
المنهیات الشرعیة لا اختراع
لانه دائم لا عن نفس التعزیة الذی
مشروعیة بالحدیث والقیاس

اس لئے کہ جب اس کا ثبوت حدیث
اور قیاس شرعی سے ہے جیسا دلائل
شرعیہ میں بیان ہوا پھر بدعت سیئہ کہنے کی
کیا وجہ یہ محض تعصب اور نفس کی
پیروی اور لوگوں کو دھوکا دینا
اور اس حیلہ سے جو لوگوں میں خیر
خیرات ہوتی ہے اسکو بند کرنا اور
خود مناع الخیر بننا ہے اور جو کہا
جاتا ہے کہ اس تعزیہ کے ضمن میں
بعض امور خلاف شرع پائے جاتے
ہیں اسلئے تعزیہ بنانے کو منع کیا
جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ نوکری کرنا شرعاً جائز ہے اسکے
ساتھ جو رشوت ستانی ہوتی ہے
یہ فعل حرام ہے پس اس رشوت ستانی
سے روکا جائے گا یا ملازمت کرنے
وکالت کرنا شرعاً جائز ہے اب جو

وان كان ترك بناء التعزية
ضروريا عند المانعين للحوق
الممنوعات فيترك جميع المشروعات
المذكورة ايضا للحوق الممنوعات
الشرعية بعين لاشتراك العلة
فيهن جميعا فلا تخصيص في ترك
التعزية لا في غيرها فبعد ما ثبت
من هذا البيان ان بناء التعزية
جائز بالحديث والقياس فاعلم
ان للعلماء في جواز التعزية
وعدمه اقوالا مختلفة فقال
بعضهم يجوز بناؤه للمصالح
من كثرة الصدقات والخيرات
لحليتها وقال بعضهم لا يجوز
بناؤه للقبائح من لحوق الممنوعات
فيها بافعال العوام وبعض العلماء
منع عن رؤية التعزية ايضا

طرف سے خلاف واقع جو کارروائی
ہوتی ہے وہ ناجائز ہے پس اس
کارروائی ناجائز کرنے سے لوگوں
کو وکالت کرنے سے منع کیا جائیگا
یا اُس بیجا کارروائی کرنے کو منع
کیا جائے گا کسی معاملہ کو حاکم کے
پاس جاکر فیصلہ کرانا شرعًا جائز ہے
مگر خلاف واقع ثبوت پیش کرکے
ڈگری حاصل کرنا ناجائز ہے پس
لوگوں کو اس فیصلہ کرانے سے
روکا جائے گا یا خلاف واقع
ثبوت پیش کرکے جو ڈگری حاصل
کی جاتی ہے اس سے اُسکو
منع کیا جائے گا گواہی دینا
شرعًا جائز ہے مگر کچھ لے کر جھوٹی
گواہی دینا ناجائز ہے پس لوگوں کو
گواہی دینے سے منع کیا جائے گا

وقال البعض من رؤيتها
يسقط النكاح فان سلم هذا
الفتوى ما بقي احد في الهند
صحيح النسب فصار كلهم ولد الزناء
لانه ليس احد من اهل الهند
لم يرها وان كان المفتي تجنب
عن رؤيتها ولا نظر اليه قط
الا ان من اجداده من يراها
البتة ولما يسقط النكاح برؤيتها
فمن كان من صلبه نسلًا
كان حرامًا فيكون هذا المفتي
ايضًا حرامًا لكونه من سلالتهم
والبعض من العقيدة من العلماء
يقول انه لا نحكم ببنائها ولا
تمنع بانيها بل اذا كان مجادئًا
الى وقع النظر عليها فما كون
متاثرًا برؤيتها وكان عيني

یا جھوٹی گواہی دینے سے اُن کو
روکا جائے گا۔ تجارت کرنا شرعًا
جائز ہے مگر دھوکا دیکر جو لوگوں
سے نفع حاصل کیا جاتا ہے وہ
ناجائز ہیں تاجروں کو تجارت
کرنے سے منع کیا جائے گا یا اُس
دھوکے سے اُن کو منع کیا جائیگا
روزہ نماز فرض ہے مگر ریاکاری کا
روزہ نماز جائز نہیں ہے تو زاہدوں
کو روزہ نماز سے روکا جائے گا
یا اُنکو ریا کاری سے باز رکھا
جائے گا۔ وعظ اور نصیحت امر
ضروری ہے مگر کھانے کمانے کی غرض
سے جا بجا وعظ اور نصیحت کی دوکان
کھولنا ناجائز ہیں تو واعظین کو وعظ
کہنے سے منع کیا جائے گا یا دنیا
کمانے کی غرض سے وعظ اور نصیحت

جاز تعزیۃ بذکر ما وقع علی
سید الشہداء ومن معہ علیہم
السلام فی معرکۃ کربلاء
فھذا لان تفرغ شیئا من القران
وتعمل قرائۃ ندبا وھدیۃ
لارواح المقدسۃ من الشہداء
کربلا علیہم السلام کما
ثبت من الاحادیث وبالنظر الی
ان التعزیۃ نقل ومنسوب
الی تربۃ سید الشہداء علیہ السلام
ننظر الیھا بالادب والتعظیم
کما ینظر الناس الی نقشجات
المواقع المتبرکۃ وتبرکات
اخری وھذا التعظیم والتکریم
لیس للتعزیۃ ولا لما نقلت
عنہ من تربۃ سید الشہداء
علیہ السلام بل ھی تعظیم

کرنے کو منع کیا جائے گا۔ پیری
مریدی عمدہ چیز ہے اُس سے خدا
تک رسائی ہوتی ہے مگر کھانے
کمانے کی غرض سے یا شائخ
بننے کے خیال سے لوگوں کو کچھ تصرف
دکھلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا
یہ ناجائز پس ان صاحبوں کو پیری
مریدی سے منع کیا جائیگا۔ یا اس
ذریعہ سے دنیا کمانے یا تفاخر
حاصل کرنے سے روکا جائیگا علی ہٰذا
تعزیہ بنانا اور شرعیہ میں جتنے قبائح ہیں
انکو جائز بتلا رہا ہے اور جو امور
خلاف شرع اسمیں شامل ہو گئے
ہیں وہ ناجائز ہیں پس تعزیہ جسکا
جواز ازروئے قیاس شرعی کے
ثابت ہے انکو منع کیا جائیگا۔ یا
جو امور خلاف شرع اسمیں شامل

وتکریم لصاحب الروضة ﷺ
اعنی حضرة سید الشہداء
علیه السلام لان کل شئ
الی عظم ویکرم بما فی غایته من
حبه اعتقادا کما اذا تلفظ
لفظ الله بالنظر الی انه اسم
لخالقنا یقال جل جلاله وجل
شانه واذا اجری علی اللسان
شیئ بالنظر الی انه اسم رسولنا
یقال صلی الله علیه وسلم
وان کان هذا الاسم
لغیره لا یصلی علیه واذا تلفظ
باسم من الائمة الاثنا عشر یقال
علیه السلام وان کان اسم
من هذه الاسماء للغیر لا یسلم
علیه واذا تکلمنا من اسماء
الصحابة یقال رضی الله تعالی

ہو گئے ہیں انکو دور کیا جائے گا
اگر اس خیال سے کہ اس تعزیہ
میں امور غیر شرعیہ شامل ہو گئے ہیں
اسلئے تعزیہ کو بند کیا جاتا ہے تو
جتنے امور شرعیہ بیان ہوئے بوجہ
شمول امور ناجائز کے اُن کو بھی
بند کرنا چاہیے اسمیں تخصیص تعزیہ کی
کیا ہے۔ تقریر بالا سے جب یہ امر
ثابت ہو گیا کہ تعزیہ کا بنانا قیاس
شرعی اور حدیث کی رو سے
جائز ہے تو اب یہ بتانا چاہیے کہ
علماء میں تعزیہ کی نسبت مختلف اقوال
پائے جاتے ہیں بعض جائز کہتے ہیں
اس لئے کہ لوگ اسکے حیلہ سے
خیرات کی جانب توجہ کرتے
ہیں بعض اسلئے ناجائز کہتے ہیں کہ
اسمیں عوام نے ممنوعات کو بھی داخل

عنه وان كان هو اسم
للغير لا يقال هذا وان صدر
على اللسان اسم من اسماء
ائمة مجتهدين او شرذمة
من الصالحين يقال رحمة
الله عليه وان كان هذا
الاسم للغير لا يقال هذا
عليه واذا جاء احد عند
انّ رجل من احباء ابيه او جده
يكرم ويعظم بالنظر انه محب
له لا بانه المعظم والحرمة للكعبة
الشريفة والمدينة المنورة
في قلوب المومنين متمكنة
فمن الكعبة ما هو منسوب اليهما
يعظم ويكرم حتى ان غلاف الكعبة
اذا جاء عند الناس
ف: لفظ الجهاز ه سر الكعبة يستعملونه

کردیا ہے بعض تو دیکھنے کو بھی منع
کرتے ہیں اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ
تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے
اگر اس فتوے کو مان لیا جائے
تو ہندوستان میں جتنے ہیں سب
حرامی ہوئے جاتے ہیں اسلئے کہ
ہندوستان میں کوئی ایسا آدمی
نہ ہوگا جس نے تعزیہ نہ دیکھا ہو حتّٰی
کہ جو صاحب کہتے ہیں کہ تعزیہ دیکھنا
سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ
انھوں نے کبھی تعزیہ نہ دیکھا ہو مگر
ان کے آبا و اجداد نے ضرور دیکھا
ہوگا اور جب اُنکے فتوے کے مطابق
تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے
تو اُن کے آبا و اجداد کی جو نسل ہوئی
سب حرامی ہوئی حتی کہ کہنے والا خود
(مفتی) اپنے کو حرامی بتا رہا ہے

بالعظمة ولضعونه على اعينهم
وعلى رؤسهم وربما شيء يوتى من
المواضع المشرفة للبيع الى الكعبة
الشريفة والمدينة المنورة الحاج
ليشتريها فلما يرجع الى المواطن
ومساكنهم يقسمها على الاقرباء
والاحباء فمن عطى فينظر اليه انه
جاء من الكعبة الشريفة والمدينة
المنورة اخذه بالعظمة والكرامة
فهذا التعظيم والتكريم ليس لهذه
الاشياء بل هو تعظيم وتكريم لنسبتها
الى الكعبة والمدينة وتعظيم النسبة
عين تعظيم الكعبة الشريفة والمدينة
المنورة وان جاء هذه الاشياء
من مقامها الذي يوتى عنه
لا يلتفت اليها احد ولا يكرم بها
اصلا فعلم ان هذا التعظيم ليس

وہ علما جو آپ جیسے عقیدہ والے ہیں
یہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تعزیہ بنانے کا حکم
دیتے ہیں اور نہ بنانے والے کو منع
کرتے ہیں بلکہ اگر کسی نے بنایا اور
ہمارے سامنے ہوا اور اُس پر
نگاہ پڑ گئی تو اسکو دیکھکر ہم متاثر
ہوں گے اور تعظیم بجا لاویں گے۔
اور ان واقعات کو یاد کرکے جو
شہدائے کربلا پر گذرے آنکھوں سے
آنسو جاری ہو جاویں گے۔ اور
آیات قرآنی کو پڑھکر شہدائے کربلا
کی خدمت میں اُسکے ثواب کو
نذر کرینگے اور اس حیثیت سے
کہ تعزیہ نقل ہے اور منسوب ہے
سید الشہدا علیہ السلام کے روضہ
متبرکہ کی طرف اسلئے اسکی تعظیم و
ادب کریں گے جیسا کہ لوگ تعظیمات

لشيء من الاشياء المذكورة ولا النسبتها
الى الكعبة والمدينة بل هي تعظيم
للمنسوب اليه اي الكعبة والمدينة وعلى
هذا اذا اتى احد امكتوب من رسول الله صلى
الله عليه وسلم او مكتوب لحضرة علي كرم الله
وجهه او مسطور للحسين عليهما السلام
فيا انتظر الى صاحبها بنظر بالعظمة والاكرام
ووضع الناس على اعينهم وعلى رؤسهم وان
لم يكن له اصلا لكنه يجرم بالضرورة فيما
جرت العادة للناس هكذا فما ظنك في
حق من راى التعزية التي هي منسوب الى
سيد الشهداء عليه السلام اينظر اليها بنظر
التعظيم او بنظر التوهين ليس عنه لاحد
من كان في قلبه حب الحسين ان يحكم انه
ينظر بنظر التوهين بل يحكم له بالتعظيم
ومن لا حب له يحكم بما في قلبه من الخيانة
فبما ذكر من التعظيم في التبركات المذكورة

متبرکہ حرمین کے نقشوں یا دوسرے
تبرکات کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں
اور یہ تعظیم وتکریم نقش تعزیہ یا روضہ
حضرت سید الشہدا کی نہیں ہے
اسلئے کہ یہ عمارت یا نقل عمارت ہے
بلکہ تعظیم وتکریم درحقیقت حضرت
سید الشہدا علیہ السلام کی ہے اسلئے
کہ جو چیز کہ مضاف ہوتی ہے کسی
معظم ومحترم کے جانب تو اسکی
بھی تعظیم کرتے ہیں اسلئے کہ مضاف
الیہ قابل تعظیم ہے جس طرح اگر کوئی
شخص لفظ اللہ زبان پر جاری
کرے یہ سمجھ کر کہ یہ اسم جلیل ہے اور
خالق کا نام ہے تو اسکو سنکر
جل جلالہ وجل شانہ کہا جاوے گا
اسی طرح اگر حضرت رسول اللہ کا
نام مبارک یعنی محمدؐ زبان پر جاری

علته الاعتقاد وما هو في قلوب المؤمنين
من الحب والميل حرما موا التعظيمها
من الشارع وما ثبت من القرآن والحديث
هو حب اهل بيت النبي صلعم بالخصوص
الحسنين عليهما السلام كما قال الله تعالى
قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى
وفي المشكوة سئل رسول الله صلعم اى
اهل بيتك احب اليك قال الحسن والحسين
وايضا قال رسول الله صلعم حسين مني
وانا من الحسين احب الله من احب حسينا وحسين
سبط الاسباط فلم حكم احكم الحاكمين
والنبي صلى الله عليه وسلم يحب الحسين فلا يكون
احد من المسلمين لا يكون في قلبه حب الحسين
والحب اذا رأى شيئا هو منسوب الى المحبوب
ينظر بنظر التعظيم ويكرم تكريما فلما كان
كذلك فهذه التعزية التي هي منسوب الى
الشهيد سيدنا عليه السلام لما رأها من في قلبه ثم

جاری کیا جائے تو صلی اللہ علیہ و
سلم کہا جائے گا اور اگر یہی نام
کسی دوسرے کا اسم سمجھ کر لیا جاتا ہے
تو درود نہ بھیجیں گے ویسے ہی اگر
بارہ اماموں میں سے کسی امام کا
اسم گرامی زبان پر جاری کیا جاوے
تو علیہ السلام کہیں گے اور اگر
وہی نام کسی دوسرے شخص کا ہو
تو سلام نہ کرینگے اسیطرح اگر صحابہ
کا نام لیا جائے تو رضی اللہ عنہ
کہیں گے۔ یا اگر علمائے مجتہدین دینی
(امام ابو حنیفہ امام شافعی امام احمد بن
حنبل امام مالک) یا صالحین میں سے
کسی کا نام لیا جائے تو رحمۃ اللہ علیہ
کہیں گے اور اگر کسی دوسرے
کا نام ہو تو اسکے لئے رحمت کی
دعا نہ کرینگے۔ اسی طرح

علیہ السلام ینظر بنظر التعظیم لا محالہ
کما یوقر الناس تبرکا اخری لنسبۃ
الی صاحبہا ھذا بیاننا محمول علی ثلاثۃ
امور الاول ان التعزیۃ مشروع من الحدیث
کما بین وبین بعینہ کما یقال والثانی
یجوز تعظیمہا بعد الروایۃ لنسبتہا الی
الشہداء کما یعظم ویکرم تبرکا اخری
لنسبتہا الی صاحبہا والثالث بفتح باب الخیر
والخیرات بجعلہا من العوام والخواص جیدا فی
ھذا الشہر بخلاف شہور اخری فاکثر المعتقدین
یطبخ الطعام لوجہ اللہ یقسم علی الناس
وینتفع بہ الفقراء والسائلین ویجعل
ثوابہ ھدیۃ وتحفۃ لشہداء کربلا علیہم
السلام والفاعل یتوقع اجرہا من اللہ الذی
لا یضیع اجر المحسنین واما الامور التی تختلف
فیہا فما کان منہا مباحا فلا بأس فیہا
وما ہو غیر مشروع فترکہ اولی واخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ

یہ امر بھی ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس
اسکے باپ یا دادا کا دوست آویگا
تو اسکی تعظیم کرینگے اس لئے کہ یہ شخص
اسکے باپ یا دادا کا ملاقاتی اور دوست
ہے اسیطرح چونکہ کعبہ شریف اور
مدینہ منورہ کی عظمت وحرمت
مومنین کے دلوں میں جاگزیں ہے
اس لئے جو چیزیں ان کی جانب منسوب
ہونگی وہ بھی قابل تعظیم وتکریم ہونگی
دیکھو جب خانہ کعبہ کا غلاف آتا ہے
تو ہر شخص عزت کیساتھ اسکی تعظیم و
تکریم کرتا ہے اسکو آنکھوں سے لگاتے
ہیں سر پر رکھتے ہیں بہت سی چیزیں
تبرکاً خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ میں اکثر فروخت ہوتی ہیں حجاج خرید
کر لاتے ہیں اور دوست واحباب وعزیز واقربا میں انکو تقسیم کرتے ہیں
لینے والے عزت کی نظر سے انکو لیکر تبرک سمجھتے ہیں اور یہ تعظیم اس چیز کی
نہیں ہے بلکہ وہ چیز خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی طرف منسوب ہے اس لئے

اُن کی تعظیم ہے اگر یہ چیزیں جہاں کی ہیں وہاں سے آتیں تو بازاری کبھکر کوئی ان کی طرف التفات بھی نہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حقیقۃً اُس نسبت کی ہے جو خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہے اور اس نسبت کی تعظیم بعینہ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی تعظیم ہے اسی طرح اگر رسول اللہ صلعم کا ملبوس پاک یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مکتوب یا حسین علیہ السلام کی کوئی تحریر لائی جاوے تو لوگ اُس کی تعظیم و تکریم کریں گے۔ سر پید رکھیں گے آنکھوں سے لگاویں گے اگرچہ یہ چیزیں واقعی اور اصلی نہوں لیکن نسبت کی وجہ سے اس کی تعظیم ضروری ہے پس جب کہ ان تمام چیزوں کی تعظیم کرنے میں لوگوں کی عادت اس قسم کی تعظیم و تکریم کرنے کی جاری ہے۔ تو تعزیہ جو کہ سید الشہدا علیہ السلام کی جانب منسوب ہے اُس کے ساتھ کیا کیا جانے گا۔ آیا اس کی تعظیم کریں گے؟ یا تو ہین کریں گے؟ میرے نزدیک تو کوئی ایسا شخص کہ جس کے دل میں امام حسینؑ کی محبت ہو وہ یہ فیصلہ نہ کرے گا کہ تعزیہ کی توہین کرنا چاہئے بلکہ تعظیم کرنے کے لئے حکم دے گا۔ ہاں جس کے دل میں امام حسینؑ کی محبت نہیں ہے تو وہ اپنے نفس کی خباثت کی وجہ سے جو چاہے کہے یا کرے۔

اوپر جو تبرکات کی تعظیم کے متعلق ذکر کیا گیا ہے تو اُن تبرکات کی علت تعظیم اعتقاد ہے اور کچھ نہیں ورنہ فی نفسہٖ اُن چیزوں کی محبت مومنین کے

دلوں میں ہے۔ اور نہ وہ شارع کی جانب سے اس کی تعظیم کرنے کے لئے مامور ہیں۔ قرآن اور حدیث سے تو صرف اہلبیت رسول صلعم خصوصًا امام حسن اور حسین علیہما السلام کی محبت کرنا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کلام شریف میں اپنے رسول پاک سے فرماتا ہے "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ"۔ یعنی اے محمد مسلمانوں سے کہدو کہ میں احکام الٰہی کے پہونچانے پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا البتہ یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے اہلبیت سے محبت کرو۔

اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ اہلبیت میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ۔

اور اسی مشکوۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے اور مثل اسباط بنی اسرائیل کے ایک سبط ہیں۔ بس جب کہ خود خداوند عالم اور رسول کریم نے امام حسینؑ کو دوست رکھنے کا حکم دیا ہے تو مسلمانوں میں کوئی

بھی ایسا نہ ہو گا جس کے دل میں امام حسینؓ کی محبت نہو اور محبت کا اقتضا یہ ہے کہ جو شے محبوب کی طرف مضاف ہوتی ہے تو اضطراراً محبت کرنے والے کا دل اس شیئی منسوب کی تعظیم و تکریم کرنے کے لئے متوجہ ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا جو محبان حسین علیہ السلام ہیں جب تعزیہ دیکھتے ہیں بایں خیال کہ یہ حضرت سید الشہدا کے روضۂ متبرک کی نقل ہے اور ان کی طرف منسوب ہے مثل اور تبرکات کے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ غرضکہ یہ ہمارا بیان تین باتوں پر مبنی ہے۔

اوّل یہ کہ نفس تعزیہ کا بنانا ادلۂ شرعیہ حدیث و قیاس سے جائز ہے۔ جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا اور یہ بدعت نہیں ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اسکے دیکھنے کے بعد مثل اور تبرکات کے اس کی تعظیم و تکریم کرنا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ تعزیہ ہی کی وجہ سے محرّم کے مہینہ میں خیرات خیرات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جو دوسرے مہینوں میں نہیں ہوتے۔ اکثر معتقدین کھانا پکوا کر خدا کی راہ میں تقسیم کرتے ہیں فقرا و مساکین سیر و سیراب کئے جاتے ہیں۔ ایسے کارِ خیر کا ثواب

شہدائے کربلا علیہم السلام کو نذر کیا جاتا ہے اور خود کار خیر کرنے والا بھی اجر کا مستحق ہو جاتا ہے۔ خدا نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اب رہیں تعزیہ داری کی وہ باتیں جو مختلف فیہ ہیں پس اگر وہ فعل مباح ہیں تو اُن کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو غیر مشروع ہیں تو اُن کا ترک کرنا بہتر ہے۔

"حسینؑ" کی مصیبت و شہادت اصل میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت و شہادت ہے

علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رسالہ سر الشہادتین میں کمالات رسول اللہ صلعم کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم رحمك الله تعالى	آگاہ ہو خدا تم پر رحمت کرے
ان الكمالات التى تفرقت	بیشک وہ تمام کمالات جو پیغمبروں
فى الانبياء عليهم السلام	میں الگ الگ تھے۔ ہمارے پیغمبر
قد اجتمعت فى نبينا صلى الله	محمد مصطفی صلعم کی ذات بابرکات
عليه وسلم لكن بقى له كمال	میں یکجا جمع ہو گئے تھے مگر بذاتہ ایک
لم يحصل له بنفسه وهى الشهادة	کمال باقی رہ گیا جو آپکو نہیں حاصل ہوا اور یہ کمال

والسّر في عدم حصوله له بنفسه
صلى الله عليه وسلم انّه لو استشهد
في الحرب ادّى ذلك الى كسر
شوكة الاسلام واختلال
الدين ولو استشهد غيلة وسرًّا
كما وقع لبعض خلفائه لم تشتهر
مرّة شهادته ولا تمّت الشهادة
لانّ تمام الشهادة ان يقتل
الرجل في الغربة والكربة
وان يعقر جواده ويلقى جثّته
مطروحة ويقتل حوله جمعٌ
كثيرٌ من اعزّة اصحابه واقاربه
وان ينهب ماله وان تؤسر نسائه
وايتامه كلّ ذلك في ذات الله
تعالى فاقتضت حكمة الله تعالىٰ
ان يلحق هذا الكمال العظيم
بسبطه الكريم الا انّه بعد وفاته

شہادت سے آپ کو اس کمال
کے حاصل نہ ہونے کا راز یہ ہے کہ
اگر حضرت جنگ میں شہید کر دیئے
جاتے تو اس شہادت کیوجہ سے
اسلام کا دبدبہ مٹ جاتا اور عام
لوگوں کی نظروں میں دین میں
کمزوری پیدا ہو جاتی اور اگر
حضرت دھوکے اور پوشیدہ طور
سے شہید کر دیئے جاتے جیسا کہ آپکے
بعض خلفاء کے لئے ہوا تو شہادت
آپ کی شہرت نہ حاصل کر سکتی
بلکہ شہادت پوری بھی نہ ہوتی کیونکہ
شہادت پوری اور کامل اسطرح
ہوتی ہے کہ انسان مسافرت اور
مصیبت میں قتل کیا جائے اور جسم
اس شہید کا بلا دفن پڑا رہے اور
اسکے گرد ایک جماعت اسکے

وانقضاء ایام خلافته
التی ھنا فی المغلوبیۃ والمظلومیۃ
برجال من اھلبیته بل باقرب
اقاربه واعز اولاده ومن
یکون فی حکم ابنائه حتی تلحق
حالھم بحاله ویندرج کمالھم
فی کماله فتوجھت عنایة الله
تعالی بعد انقضاء ایام الخلافة
الی ھذا الالحاق فاستنابت
الحسنین علیھما السلام مناب
جدھما علیه افضل الصلوات
والتحیات وجعلتھما مرآتین
ملاحظتة وحظ من الجلال ولما
کانت الشھادة علی قسمین
شھادة سر وشھادة علانیة
قسمت علیھما فاختص بسبط
الاکبر بالقسم الاول

خاص احباب اور عزیزوں کی
قتل کردی جاسے اور اُس کا مال
لوٹ لیا جائے اور اُس کے اہلبیت
اور یتیم بچے قید کر لئے جائیں۔ یہ
سب خدا کی رضا میں ہو پس حکمت
الٰہی نے چاہا کہ یہ کمال عظیم پیغمبر صلعم
کے سارے کمالات کیساتھ آپ کی
وفات کے بعد شامل کردیا جائے
پس جبکہ آپ کی خلافت کا زمانہ ختم
ہو گیا جو مظلومیت اور مغلوبیت
کے لئے نامناسب تھا آپ کے
اہلبیت کے بعض شخصوں کے ذریعہ
سے بلکہ جو آپ کے رشتہ داروں
میں سب سے زیادہ قریب ہوں اور
پیاری اولاد ہوں اور وہ جو آپکے
بیٹے کہے جاسکیں یہاں تک قریب
ہوں کہ اُن کا حال حضرت کے حال میں

واختص السبط الاصغر بالقسم الثانی۔ ملجائے (یعنی جو کچھ اُن پر گذرے گویا حضرت صلعم پر گذرا) اور اُن کا کمال آپ کے کمال میں داخل ہو جا۔

پس خدا کی مہربانی متوجہ ہوئی خلافت کے دنوں کے گذرنے کے بعد اس کمال کے شامل کرنے کی طرف تو عنایت خداوندی نے دونوں شہزادوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اُن کے نانا رسول صلعم کا قائم مقام بنایا اور دونوں کو جمال محمدی کے دیکھنے کا آئینہ اور حضرت صلعم کے نورانی چہرہ کے دونوں رخسار قرار دیا اور چونکہ شہادت کی دو قسمیں تھیں ایک پوشیدہ دوسرے علانیہ ان میں سے قسم اول امام حسنؑ سبط اکبر کو عطا ہوئی اور دوسری قسم یعنی علانیہ شہادت امام حسینؑ سبط اصغر کو مخصوص ہوئی۔

اب سوال یہ ہے

کہ کیا رسول اللہ صلعم کے اس کمال کو چھپانا چاہیئے یا اسکو بیان نہ کرنا چاہیئے؟

کیا رسول اللہ کی اس مصیبت عظمی کی یادگار میں عزاداری نہ کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلعم کی مصیبت کی تعزیت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

وفی سنن ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ میں ہے کہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	حضرت صلعم نے اپنی بیماری میں
فی مرضہ ایہا الناس ان احدا	فرمایا کہ اے لوگو! اگر کوئی شخص
من الناس او من المؤمنین اصیب	یا کوئی مومن کسی مصیبت میں مبتلا
بمصیبۃ فلیتعز بمصیبتی فی عین	ہو تو اسے چاہیے کہ عین اس مصیبت
المصیبۃ التی تصیبہ لغیری	میں جو دوسرے کی وجہ سے اسکو
فان احدا من امتی لن یصاب	پہنچے میری مصیبت کی تعزیت کرے
بمصیبۃ بعدی اشد علیہ	کیونکہ میری امت میں سے کوئی
من مصیبتی	شخص میرے بعد ہرگز ایسی مصیبت
ما ثبت من السنۃ شیخ عبد الحق محدث	میں مبتلا نہو گا کہ اُس پر میری
دہلوی مطبع کانپور سنہ ۱۳۴۱ھ ۔۔	مصیبت سے سخت تر ہو۔

آخر میں علمائے اہلسنت کے جانب سے جو اشتہار جو از تعزیہ داری کے بارے میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کو نقل کرتا ہوں خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ علمائے ملت کے احکام کی پابندی کریں۔

(۱)

حضرت زبدۃ السالکین قدوۃ الواصلین سید شاہ عبد الرزاق

بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز و شیخ طریقت مرشد حقیقت حضرت استاد الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی قدس سرہ و حضرت ملا کمال الدین فتحپوری قدس سرہ و حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل بلگرامی قدس سرہ و جمیع علمائے فرنگی محل کا تعزیہ کیا تھا عمل جس کا احترام عقیدت مندان حضرات سید صاحب قدس سرہ الاعلیٰ کو لازم ہے۔

(۱) زیارت ضریح مبارک (جس کو تعزیہ کہتے ہیں) کے لئے حضرت کا تشریف لے جانا۔

(۲) حضرت سید الشہدا امام علیہ السلام کا حکم پاکے عشرہ محرم میں باہر نہ جانے کو لازم کر لینا۔

(۳) تعزیہ کے لئے فرمانا کہ کاغذ اور لکڑی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ ارواح مقدسہ متوجہ ہوتی ہیں۔

(۴) تعزیہ کی پیشوائی کرنا اور اپنے مکان پر لانا اور جب تک تعزیہ رہے دست بستہ کھڑے رہنا یہاں تک کہ ضعف پیری کے وقت بھی تکیہ دیوار سے یا لکڑی دے کے کھڑے رہنا۔

(۵) تعزیہ کے دفن میں شریک ہونا۔

یہی طریقہ حضرت کے فرزند حضرت شاہ غلام دوست محمد صاحب اور اُن کے فرزند حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہم کا تھا۔ اس

اب تک جاری ہے۔

اسمائے گرامی ان علمائے فرنگی محل کے جن سے تعظیم تعزیہ کی منقول ہے۔ ملک العلماء حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا انوارالحق قدس سرہ۔

استاذ الاساتذہ مولانا نورالحق قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالاعلی فرزند حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالواحد فرزند حضرت مولانا عبدالاعلی قدس سرہ

(نوٹ)

جن حضرات کو ان واقعات کی تصدیق منظور ہو وہ ملفوظ رزاقی اور رسالۃ الغرانی جواز التعزیہ مصنفہ مولانا عبدالواحد نبیرۂ حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ دیکھیں یا اس پتہ پر تشریف لاکر تصدیق کرسکتے ہیں۔ مولوی شیخ محمد الطاف الرحمن قدوائی ساکن بڑاگاؤں بارہ بنکی مقیم حال فرنگی محل لکھنؤ۔

التماس

جو مسلمان اس نیک کام میں شرکت کرکے ثواب حاصل کرنا چاہیں وہ اس کی نقلیں چھپوا کر اپنے حلقہ میں شائع کریں۔

ہدایت

اہلسنت کو چاہیے کہ لامذہبوں، دہریوں، اور غیر مقلدوں اور دیوبندیوں اور ندویوں کے فتووں سے بچیں اور علمائے سلف کی پیروی کریں

اِفترا

اور غلط بیانی

فرنگی محل کے علما میں سے مولانا عبدالقادر و مولانا حجت اللہ محمد شفیع صاحب پر افترا ہے کہ انھوں نے تعزیہ داری کو حرام اور شدید ترین گناہ ہونے کا فتوی دیا ہے۔ یا تعزیہ داری کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بیزاری کا باعث کہا ہے۔ یا تعزیہ داری کو اسلام اور امام حسینؓ کیساتھ دشمنی کا نام بتایا ہے۔ یا محرم کی روشنی باجا اور جلوس کو یزید کے ساتھیوں کا کام کہا ہے ان حضرات نے خود ایک گروہ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ ہمنے ان الفاظ کیساتھ کوئی فتوی نہیں دیا ہے۔

المشتہر۔ حاجی چودھری شبراتی نوانگنج

محلہ بڑا چوک کے مسلمانان تعزیہ دار کی طرف سے شائع کیا۔
(دبدبۂ احمدی پریس شک گنج لکھنؤ)

(۲)

عزاداریٔ حسینؑ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں

ننگے سر ہونا — منہ پیٹنا
سیاہ پوش ہونا — واویلا کرنا۔
اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا۔
نوحہ کرنا اور نوحہ گر ہونا
سر پیٹنا۔
ساتویں محرم الحرام کو علیؑ۔ عباسؑ علمدار کا علم نکالنا۔

مندرجہ بالا سب جائز ہیں۔ اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔
لہذا ہر حنفی اہلسنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا

افعال سے متفق ہو کر اُن پر عمل پیرا ہو۔
یعنی ننگے سر
سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لے کر اقسام اقسام کے مرثیے
پڑھے۔
واویلا کرے۔ اور نوحہ کرے۔
منہ پیٹے۔ اور سر پیٹے
اور چلا چلا کر روئے۔ اور ماتم کرے۔ صفحہ ۲۰۹
اور تعزیہ نکالے۔

(رسالہ معین دین اپریل ۱۹۳۴ء)

دیکھو صفحات مندرجہ بالا درا وراق مختصر مصنفہ
فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات
سید محمد احمد حنفی، قادری، رضا خانوی، اشرفی چشتی، نثاروی
صابری، واحدی، الوری، مفتی الوری پنجاب، خطیب مسجد وزیر خاں
صاحب مرحوم لاہور۔

تقریظ

امام العلماء راس الفضلاء سید الواعظین سند المحققین حامی سنت ماحی

بدعت مولانا مولوی حاجی صوفی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، مفتی لاہور، و امیر مرکز حزب الاحناف لاہور۔

تقریظ

فاضل نوجوان، محبوب سبحان، مولانا مولوی، ابو البرکات سید احمد صاحب زید مجدہ، ناظم مدرس دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

تینوں مفتیان الور و پنجاب کا پورا حال عنقریب شائع ہوگا (زیادہ معلومات کے لئے رسالہ شہنشاہی بابتہ مارچ اور اپریل ملاحظہ ہو)

المشتہر

حکیم سید ہاشم علی شاہ سند یافتہ ناظم مرکزی جماعت اہل السنت بلم محکمہ خمسہ عشریہ از لیلہ بدیہ بر مزار پر انوار پیر برہان شاہ بیرون یکی دروازہ لاہور